مسلسل اشاعت کے 59 سال

ماہنامہ الحق

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

703

رمضان المبارک

۱۴۴۵ھ

مارچ ۲۰۲۴

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلیٰ اٰلِهٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

جلد نمبر.................. 59
شمارہ نمبر 06
رمضان ۱۴۴۵ھ
مارچ ۲۰۲۴ء

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ	نگران	باہتمام	بانی
حافظ راشد الحق سمیع حقانی	مولانا حامد الحق حقانی	حضرت مولانا انوار الحق صاحب	حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ

نائب مدیران: مولانا حبیب اللہ حقانی، مولانا محمد اسلام حقانی منتظمین: مولانا محمد فہد، بابر حنیف

فہرست مضامین

- نقش آغاز: ارض فلسطین پر یہود کے مظالم، ملک کی موجودہ سیاسی صورتحال......مولانا سید حبیب اللہ ۲
- ماہِ رمضان المبارک کی فضیلت .... شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق ۶
- ملفوظات امام لاہوریؒ: تفسیر لاہوری کی روشنی میں ....مولانا حافظ خرم شہزاد ۱۲
- چند علمی ادبی یادگار شخصیات سے ملاقاتیں و تعلیمی اداروں کا دورہ ......مولانا راشد الحق ۱۸
- حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ مرحوم ....ڈاکٹر قبلہ ایاز ۲۶
- اسلامک کرپٹو کرنسی .... ڈاکٹر مبشر حسین رحمانی ۲۷
- شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کا سفر جاپان................. مولانا اسامہ سمیع ۳۷
- اچھے اور برے ناموں کے اثرات کی شرعی حیثیت.................مولانا مفتی سید انور شاہ ۴۳
- اکابر کے علوم و معارف کے ترجمان: مولانا قاری محمد عبداللہؒ............مولانا محمد اسعد مدنی ۵۱
- رمضان المبارک: چند گزارشات............صاحبزادہ حافظ محمد احمد بن مولانا راشد الحق ۵۴
- دار العلوم کے شب و روز ....صاحبزادہ عبدالحق ثانی ۵۹
- تعارف و تبصرہ کتب ....مولانا محمد اسلام حقانی ۶۲

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار حضرات کی آرا و افکار سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

ماہنامہ ''الحق'' جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔ آفس فون نمبر: 630435 -923 92+
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com --------- موبائل نمبر: 03159898998 ۔ 0333-9167789
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk --------- فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/70 روپے۔ سالانہ -/800 روپے۔ بیرون ملک 40$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا راشد الحق سمیع، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور

نقش آغاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا سید حبیب اللہ حقانی
نائب مدیر ''الحق''

ارض فلسطین پر یہود کے مظالم

گزشتہ کئی ماہ سے ارض فلسطین یہود کے مظالم سہ رہی ہے، نہ صرف مظالم بلکہ ان لوگوں کی نسل کشی بھی کی جارہی ہے اور یہ بے رحمانہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی جس کی بنا پر کسی بھی قوم کو یوں اچانک سے صفحہ ہستی سے مٹایا جائے جس طرح اسرائیل فلسطینیوں کے ساتھ کررہا ہے نیز جس طرح اسرائیل نے جھوٹے پروپیگنڈے کے ذریعے فلسطین پر حملہ کا جواز بنایا اور امریکی صدر نے اس جھوٹ میں ان کا ساتھ دیا اور حماس کے مجاہدین کی جانب سے خواتین کے جنسی استحصال کی خبریں عالمی میڈیا کی شہ سرخیوں کا حصہ بن گئیں لیکن جلد ہی واضح ہو گیا کہ ان تمام صہیونی الزامات کو ثابت کرنے کیلئے ان کے پاس کوئی واضح ثبوت نہیں اور مظلوم فلسطینیوں کیساتھ منظّم جنسی استحصال کے ثبوت اب سامنے آرہے ہیں لیکن مغربی میڈیا اس پر بالکل چپ سادھ لئے ہوئے ہے کیونکہ اس بار مرتکب اسرائیل جبکہ متاثرین فلسطینی ہیں لیکن جب بات اسرائیل پر آتی ہے تو ہر الزام ایک اعتراف ہوتا ہے۔

اس ماہ مبارک رمضان میں بھی غزہ شہر میں ظلم و بربریت کی داستان رقم کی جارہی ہے اور وہاں روزانہ کے حساب سے بیگناہ فلسطینیوں، بچوں، بوڑھوں و خواتین کو شہید کیا جارہا ہے، قابض فوج ٹینکوں اور مشین گنوں کے ذریعے سے ان بھوکے لوگوں پر فائرنگ کررہی ہے، جو امدادی سامان و راشن کیلئے کھڑے تھے اور ان سے قابضین کو کوئی خطرہ بھی نہیں تھا، نیز ہسپتالوں اور دیگر عوامی مقامات پر بھی بمباری جاری ہے اور کوئی پرسان حال نہیں۔امریکی انتظامیہ، عالمی برادری اور اسرائیلی قابض فوج اس نسل کشی کے جرم میں برابر کے شریک ہیں۔

بحیثیت مسلم امہ ہم سب ان مظلوموں کے ساتھ جانی و مالی تعاون کے ذمہ دار ہیں نیز اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ بھی کیا جائے،اسی طرح حکمرانوں کی بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ان مظالم پر شدید ردعمل کا اظہار کریں لیکن افسوس کہ ایسا نہیں ہوگا صرف زبانی جمع خرچ اور اخباری بیانات کے سوا کچھ نہیں ہونے والا،مسلم حکمرانوں کا المیہ ہے کہ وہ امریکہ اور یورپ کے خوف سے

اسرائیلی جارحیت کیخلاف عملی اقدامات کرنے سے گھبراتے ہیں حالانکہ انہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے تھا۔معبودان باطلہ کے خوف کی وجہ سے وہ اسرائیل کے خلاف عملی اقدام کرنے سے گریز کر رہے ہیں، تاریخ کبھی ان حکمرانوں کو معاف نہیں کریگی اوران کا نام تاریخ میں سیاہ حروف سے لکھا جائیگا۔

ملک کی موجودہ سیاسی صورتحال

وطن عزیز پاکستان میں ۸ فروری ۲۰۲۴ء کے متنازع الیکشن کے بعد پاکستان مسلم لیگ ن، پاکستان پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم کے اشتراک سے خدا خدا کر کے بالآخرحکومت بنی، جناب میاں محمد شہباز شریف صاحب وزیراعظم پاکستان منتخب ہوئے جبکہ پاکستان پیپلز پارٹی کے صدر جناب آصف علی زرداری صاحب کو صدرِ پاکستان کا عہدہ سونپا گیا، اگرچہ پاکستان تحریک انصاف اور جمعیت علمائے اسلام(ف) دھاندلی اور انتخابی بے ضابطگیوں کی وجہ سے انتخابی نتائج پر سوالات اٹھا رہے ہیں اور اپوزیشن میں بیٹھنے کو ترجیح دی ہے جس کے سبب نئی حکومت بننے سے پہلے زوال پذیری کی طرف جاتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے۔وطن عزیز میں نئی بننے والی مخلوط اتحادی حکومت اپنی بیساکھیوں سے زیادہ اسٹیبلشمنٹ پر زیادہ انحصار کرے گی۔ دونوں اتحادی جماعتیں ماضی میں ایک دوسرے کی قیادت اور پالیسیوں پر کڑی تنقید کرتی رہی ہیں کہ اب یہ اشتراک کتنا دیرپا اور کامیاب ثابت ہوگا؟

صوبائی سطح پر خیبر پختونخوا میں پی ٹی آئی نے حکومت بنائی جبکہ صوبہ سندھ میں پاکستان پیپلز پارٹی اور پنجاب میں پاکستان مسلم لیگ ن کی حکومت بنی اور بلوچستان میں مخلوط حکومت ہے۔ تین مختلف صوبوں میں مرکزی دھارے کی تین سیاسی جماعتوں کی حکمرانی کے ساتھ مرکز میں کسی بھی مخلوط حکومت کے لئے (ملک میں اقتصادی، سلامتی اور سفارتی چیلنجز کے ہوتے ہوئے) حکومت کرنا مشکل ہے ۔اس کے علاوہ ملک میں اور بالخصوص کے پی میں امن وامان کی بگڑتی صورتحال بھی تشویشناک ہے اورموجودہ حکومت کے لئے بھی یہ بڑے چیلنج سے کم نہیں نیز افغان سرحدات پر پاک فوج اورافغان فوج کے درمیان کشیدگی اور تناؤ میں اضافہ ہوا ہے۔ایسی صورتحال میں حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ امن وامان کی صورتحال میں بہتر بنانے میں دوراندیشانہ اقدامات کرے تاکہ برادر اسلامی ملک کے ساتھ اچھے اور خوشگوار تعلقات برقرار رہے اور ہمارے اپنے بچے کھچے معاشی نظام کو سہارا بھی مل سکے جوکہ آئی ایم ایف کے رحم وکرم پر کھڑا ہے ۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وطن عزیز کو استحکام عطا فرمائے اور تمام شرور وآفات وبلیات سے حفاظت فرمائے۔(آمین)

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ

ماہِ رمضان المبارک کی فضیلت

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم أما بعد فأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، **يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ**(البقرة:۲۸۳)

''اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کئے گئے ہیں، جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔''

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُط وَ مَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَط يُرِيْدُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (البقرة:۲۸۵)

''رمضان کا مہینہ (وہ ہے) جس میں قرآن اُتارا گیا ہے جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور (جس میں) رہنمائی کرنے والی اور (حق و باطل میں) امتیاز کرنے والی واضح نشانیاں ہیں، پس تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو پالے تو وہ اس کے روزے ضرور رکھے اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں (کے روزوں) سے گنتی پوری کرے، تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لیے دشواری نہیں چاہتا اور اس لیے کہ تم گنتی پوری کر سکو اور اس لیے کہ اس نے تمہیں جو ہدایت فرمائی ہے اس پر اس کی بڑائی بیان کرو اور اس لیے کہ تم شکر گزار بن جاؤ۔''

عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ رضى الله عنه يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صلى اللّٰهعليه وآله وسلم: إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِّحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ .(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ البخارى:۱۸۰)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے۔''

نیکیوں کا سیزن

معزز سامعین کرام! رمضان المبارک کا مبارک مہینہ ہے جو تمام مہینوں میں افضل ترین مہینہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت فضیلت سے نوازا ہے۔ ہمارے ہاں نیک لوگ کہتے ہیں کہ یہ مہینہ نیکیوں کا سیزن ہے اور اس میں عام لوگ بھی نیک اعمال کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔آپ کے علم میں ہوگا کہ جب کسی کاروبار کا سیزن آتا ہے تو اس پر لوگوں کا ہجوم بڑھتا ہے اور اس چیز کی طلب بڑھ جاتی ہے۔اب آپ عید کیلئے تیاریاں کریں گے تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ یہ خاص ایام درزیوں کیلئے بہت اہم ہیں، وہ کسی کے ساتھ بات تک نہیں کرتے بس ہر وقت کام ہی کام کرتے ہیں،بعض بدبخت تو نماز کا دھیان بھی نہیں رکھتے بس اپنے کام میں مشغول نظر آتے ہیں،اس طرح بیکریوں پر عوام کا ہجوم دیکھ کر آپ کو یقین ہوگا کہ ان کا بھی یہ سیزن چل رہا ہے اور اس لئے وہ پوری رات دکان میں موجود رہتے ہیں۔اسی طرح یہ بھی نیکیوں کا سیزن چل رہا ہے اور اس میں ہر نیکی کا اجر کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔

اسلام کا بنیادی رکن

یہ تو طے شدہ ہے کہ اسلام کے ارکان میں روزہ تیسرا بنیادی رکن ہے جس کی پابندی شہادت توحید و رسالت اور نماز کے بعد فرض کا درجہ رکھتی ہے، میں نے ابھی خطبہ میں آپ کے سامنے ایک آیت پیش کی کہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ بلا استثنائے مرد و زن تمام اہل ایمان سے ارشاد فرماتے ہیں:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرة:۲۸۳)

''اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کئے گئے ہیں، جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔''

روزہ امم سابقہ میں

معزز سامعین کرام! جب آپ اس آیت پر غور کریں گے تو اس سے آپ بآسانی یہ حکم معلوم

کر سکتے ہیں کہ روزہ صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر فرض نہ تھا بلکہ امِ سابقہ پر بھی روزہ فرض کیا گیا تھا۔ اس لئے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ (البقرة: ۱۸۳)

''اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کئے گئے ہیں، جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے یہود و نصاریٰ دس محرم الحرام (عاشوراء) کا روزہ رکھتے تھے اور ہر قمری مہینے کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے تین دن (جنہیں ایام بیض کہا جاتا ہے) کے روزے بڑے اہتمام کے ساتھ رکھتے تھے۔ رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کے بعد ان روزوں کی حیثیت سنت کا درجہ اختیار کر گئی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشوراء اور ایام بیض کے روزے رکھنے کا معمول مدت العمر قائم رہا۔ اب یہ بات قابلِ غور ہے کہ امم سابقہ میں روزہ کی کیفیت کیا تھی؟ اس پر تو آج بات نہیں کر سکتے کیونکہ آج صرف رمضان المبارک کے فضائل بیان کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کو معلوم ہو کہ یہ کتنا رمضان اور روزوں کا کیا مقام و درجہ ہے۔

روزے کا مقصد

روزہ کا مقصد انسان کو متقی بنانا ہے کہ روزہ رکھ کر اس میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زندگی کے ہر موڑ پر کوئی بھی عمل کرے تو پہلے اس پر غور کرے کہ اللہ تعالیٰ اس عمل سے ناراض تو نہیں ہوں گے یا مجھے آخرت میں اس عمل کی سزا تو نہیں ملے گی؟ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرضیت صوم کے متصلاً مقصد صوم بیان کیا کہ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ''تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ'' یعنی روزہ انسان میں تقویٰ پیدا کرتا ہے۔ اگر انسان روزہ رکھ کر بھی تقویٰ حاصل نہیں کرتا تو پھر انسان نے روزے کے حقیقی مقصد کو نہیں پایا۔ اس کے متعلق یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ یہ سارا دن بھوکا پیاسا رہا لیکن یہ یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ اس کو روزے کا ثواب بھی ملے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ماہ رمضان کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ''پس تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو پالے تو وہ اس کے روزے ضرور رکھے۔''

اس آیت سے بھی صوم کہ فرضیت و اہمیت معلوم ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مطلقاً حکم دیتے ہیں

کہ تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو پالے تو وہ اس کے روزے ضرور رکھے۔

صوم کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

صوم یعنی روزہ جس کا لغوی معنی کسی ارادی فعل سے باز رہنے اور رک جانے کا ہے، اصطلاحِ شریعت میں صوم کی تعریف یہ ہے کہ الامساك عن المفطرات مع اقتران النية به من طلوع الفجر الى غروب الشمس نیت کے ساتھ طلوع فجر سے غروب آفتاب تک ہر قسم کے مفطرات سے رک جانا، الامساك عن المفطرات کا معنیٰ الامساك عن الاكل والشرب والجماع، کھانے پینے اور عمل زوجیت سے باز رہنا ہے، فقہی اعتبار سے صبح پھٹنے سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے، پینے اور ازدواجی تعلق (مباشرت) سے باز رہنے کے عمل کو صوم سے تعبیر کیا جاتا ہے، اس وجہ سے علماء کرام فرماتے ہیں کہ اکل شرب اور جماع سے اجتناب نیت کے ساتھ کرنا یہ صوم ہے لیکن اس کا وقت بھی من جانب الشارع مقرر ہے اور وہ ہے طلوع فجر سے لیکر غروبِ آفتاب تک۔ صوم کے لیے نیت بہت روزہ ہو، بغیر نیت کے محض بھوک اور پیاس کو اپنے اوپر طاری کر لینا روزہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

رمضان کی وجہ تسمیہ

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ رمضان رمضاء سے مشتق ہے۔ اس کا معنی سخت گرم زمین ہے لہٰذا رمض کا معنی سخت گرم ہوا۔ رمضان کا یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ جب عربوں نے پرانی لغت سے مہینوں کے نام منتقل کئے تو انہیں اوقات اور زمانوں کے ساتھ موسوم کر دیا، جن میں وہ اس وقت واقع تھے۔ اتفاقاً رمضان ان دنوں سخت گرمی کے موسم میں آیا تھا، اس لئے اس کا نام رمضان رکھ دیا گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رمضان کا لفظ رمض الصائم سے لیا گیا ہے، جس کا معنی یہ ہے کہ روزہ دار کے پیٹ کی گرمی شدید ہوگئی۔ رمضان کو رمضان کا نام اس لئے دیا گیا کہ وہ گناہوں کو جلا دیتا ہے۔

رمضان المبارک کی فضیلت

رمضان کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے کہ

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ ج
فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ وَ مَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ
اَیَّامٍ اُخَرَط یُرِیْدُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ

وَلِتُكَبِّرُوا عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (البقرة: ۱۸۵)

''رمضان کا مہینہ (وہ ہے) جس میں قرآن اُتارا گیا ہے جو لوگوں کیلئے ہدایت ہے اور (جس میں) رہنمائی کرنے والی اور (حق و باطل میں) امتیاز کرنے والی واضح نشانیاں ہیں، پس تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو پالے تو وہ اس کے روزے ضرور رکھے اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں (کے روزوں) سے گنتی پوری کرے، تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لیے دشواری نہیں چاہتا، اور اسلئے کہ تم گنتی پوری کرسکو اور اسلئے کہ اس نے تمہیں جو ہدایت فرمائی ہے اس پر اس کی بڑائی بیان کرو اور اسلئے کہ تم شکرگزار بن جاؤ۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کا نزول رمضان میں ہوا ہے جو بہت بڑی فضلیت ہے اور اسی وجہ سے قرآن کریم کی عظمت کو بھی چار چاند لگے کہ اللہ نے اس کو مقدس ترین مہینے میں نازل کیا۔

جہنم کے دروازے

رمضان المبارک ایک ایسا مہینہ ہے کہ جس میں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اگر کوئی رمضان المبارک میں فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالی اس کو اپنے خصوصی فضل وکرم سے جنت میں داخل فرماتے ہیں۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَؓ یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم: إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِّحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ (البخاری: ۱۸۰)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے۔''

اس سے مزید یہ بات معلوم ہوئی کہ اس مقدس ماہ میں شیطانوں کو قید کیا جاتا ہے۔اب کوئی یہ سوال کرسکتا ہے کہ رمضان المبارک میں جب شیطان قید کئے جاتے ہیں تو لوگ پھر گناہ کیوں کرتے ہیں اور ان کو گناہ پر کون اکساتا ہے؟ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ سرکش شیطان قید کئے جاتے ہیں

اور یہ چھوٹے چھوٹے شیطان آزاد ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ لوگوں کو گناہوں پر آمادہ کرتے ہیں یا دوسرا جواب یہ ہے کہ سارا سال شیاطین کی تابعداری کا اتنا اثر تو ہوگا کہ اگر وہ ایک ماہ قید بھی ہو تو اس کے پکے یار گناہوں سے باز نہیں آتے، دوسری روایت ہے کہ

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللّٰہعنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ قَالَ: إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتْ الشَّیَاطِیْنُ(البخاری:۱۸۰)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے۔''

اسی طرح کا مضمون حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک اور جگہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ:

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم: إِذَا كَانَ اَوَّلُ لَیْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ، صُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ، وَمَرَدَةُ الْجِنِّ، وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ، فَلَمْ یُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ، وَفُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ، فَلَمْ یُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ، وَیُنَادِی مُنَادٍ: یَا بَاغِیَ الْخَیْرِ، اَقْبِلْ، وَیَا بَاغِیَ الشَّرِّ، اَقْصِرْ، وَ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ، وَذٰلِكَ كُلَّ لَیْلَةٍ (الترمذی :٦٨٢)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے شیطانوں اور سرکش جنوں کو بیڑیاں پہنا دی جاتی ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا، اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں پس ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ ایک ندا دینے والا پکارتا ہے: اے طالب خیر! آگے آ، اے شر کے متلاشی! رک جا، اور اللہ تعالیٰ کئی لوگوں کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔ ماہ رمضان کی ہر رات یونہی ہوتا رہتا ہے۔''

رمضان پورے سال کا کفارہ

رمضان سے انسان کے پورے سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ حضرت ابوھریرہؓ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْل اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم كَانَ یَقُوْلُ:

اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مكفرات ما بينهن اذ اجتنب الكبائر (مسلم ۲۳۳)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پانچ نمازیں اور ایک جمعہ سے لے کر دوسرا جمعہ پڑھنا اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان کے روزے رکھنا، ان کے درمیان واقع ہونے والے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتے ہیں، جب تک کہ انسان گناہ کبیرہ نہ کرے۔''

بہترین مہینہ

رمضان المبارک کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین مہینہ قرار دیا ہے کہ مسلمانوں پر اِس سے بہتر مہینہ اور منافقین پر اس سے بڑھ کر برا مہینہ کبھی نہیں آیا۔ ابو ہریرہؓ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرمایا کہ

قَالَ رَسُوْلُ: أَظَلَّكُمْ شَهْرُكُمْ هَذَا بِمَحْلُوْفِ رَسُوْلِ صلى الله عليه وآله وسلم مَا مَرَّ بِالْمُسْلِمِيْنَ شَهْرٌ خَيْرٌ لَهُمْ مِنْهُ وَلَا مَرَّ بِالْمُنَافِقِيْنَ شَهْرٌ شَرٌّ لَهُمْ مِنْهُ بِمَحْلُوْفِ رَسُوْلِ صلى الله عليه وسلم لَيَكْتُبُ أَجْرَهُ وَنَوَافِلَهُ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهُ وَيَكْتُبُ إِصْرَهُ وَشَقَائَهُ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهُ وَذٰلِكَ أَنَّ الْمُؤْمِنَ يُعِدُّ فِيْهِ الْقُوَّةِ مِنَ النَّفَقَةِ لِلْعِبَادَةِ وَيُعِدُّ فِيْهِ الْمُنَافِقُ اتِّبَاعَ غَفَلَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاتِّبَاعَ عَوْرَاتِهِمْ(رواه مسند)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلفاً فرمایا: تم پر ایسا مہینہ سایہ فگن ہوگیا ہے کہ مسلمانوں پر اِس سے بہتر مہینہ اور منافقین پر اس سے بڑھ کر برا مہینہ کبھی نہیں آیا پھر دوبارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلفاً ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس مہینے کا ثواب اور اس کی نفلی عبادت اس کے آنے سے پہلے لکھ دیتا ہے اور اس کی بدبختی اور گناہ بھی اس کے آنے سے پہلے لکھ دیتا ہے کیونکہ مومن اس میں انفاق کے ذریعے قوت حاصل کر کے عبادت کرنے کو تیاری کرتا ہے اور منافق مومنوں کی غفلتوں اور ان کے عیب تلاش کرنے کی تیاری کرتا ہے۔''

جبرائیل علیہ السلام کی بدعا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ مشہور حدیث آپ نے سنی ہے کہ

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضى الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وآله وسلم: احْضُرُوْا الْمِنْبَرَ فَحَضَرْنَا فَلَمَّا ارْتَقَى دَرَجَةً قَالَ: آمِيْنَ فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ، قَالَ: آمِيْنَ فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ: آمِيْنَ فَلَمَّا نَزَلَ، قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰه! سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئًا مَا كُنَّا نَسْمَعُهُ، قَالَ: إِنَّ جِبْرِيْلَ عَرَضَ لِي فَقَالَ: بُعْدًا لِمَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ قُلْتُ آمِيْنَ، فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّانِيَّةَ قَالَ: بُعْدًا لِمَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ، قُلْتُ: آمِيْنَ، فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّالِثَةَ، قَالَ: بُعْدًا لِمَنْ أَدْرَكَ أَبَوَاهُ الْكِبَرَ عِنْدَهُ أَوْ أَحَدُهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ، قُلْتُ: آمِيْنَ(المستدرك: ٧٢٥٦)

''حضرت کعب بن عجرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منبر کے پاس آجاؤ، ہم آ گئے۔ جب ایک درجہ چڑھے تو فرمایا: ''آمین'' جب دوسرا چڑھے تو فرمایا: ''آمین'' اور جب تیسرا چڑھے تو فرمایا: ''آمین''۔ جب اترے تو ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آج آپ سے ایک ایسی چیز سنی ہے جو پہلے نہیں سنا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرائیل ں میرے پاس آئے اور کہا جسے رمضان ملا لیکن اسے بخشا نہ گیا وہ بدقسمت ہوگیا۔ میں نے کہا: آمین۔ جب میں دوسرے درجے پر چڑھا تو انہوں نے کہا: جس کے سامنے آپ کا نام لیا گیا اور اس نے درود نہ بھیجا وہ بھی بدقسمت ہوگیا۔ میں نے کہا: آمین جب میں تیسرے درجے پر چڑھا تو انہوں نے کہا: جس شخص کی زندگی میں اس کے ماں باپ دونوں یا ان میں سے ایک بوڑھا ہوگیا اور انہوں نے اسے (خدمت و اِطاعت کے باعث) جنت میں داخل نہ کیا، وہ بھی بدقسمت ہوگیا۔ میں نے کہا آمین''

معزز سامعین کرام! یہ بہت مبارک مہینہ ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہیے، کیا پتہ اگلے سال کون زندہ ہو؟ اس لئے اس رمضان کو اپنی زندگی کا آخری رمضان سمجھ کر خوب عبادت کریں کہ عید کے دن آپ کی بخشش کا فیصلہ بھی سنایا جائے، اللہ ہمیں حقیقی معنوں میں رمضان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین یارب العالمین)

(قسط ۷) مرتب: مولانا خرم شہزاد

ملفوظات امام لاہوریؒ

''تفسیر لاہوری'' کی روشنی میں!

رواجی مسلمان پانچ دفعات کا مجرم

(۱) اللہ تعالیٰ کا مخالف ہے۔ (۲) رسول اللہؐ کے دین کا دشمن ہے۔
(۳) قرآن مجید سے عناد رکھتا ہے۔ (۴) قانونِ معاشرتِ انسانی کا بیخ کن ہے۔
(۵) اپنی خبیث روش سے اخلاقِ حمیدہ کا خون کرتا ہے۔'' (تفسیر لاہوری، جلد۲، ص:۴۷۰)

ذمہ داریوں کی دواقسام: پہلی قسم کی ذمہ داریاں

''(الف) اعتقادات: اعتقادات وہ ہیں جن میں ہر مرد وزن، ہر پیرومرید، ہر شاہ وگدا، ہر امیر و غریب ہر جاہل وعالم ان میں یکساں طور پر ذمہ دار ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک لہ ماننا، اس کی تمام صفات پر ایمان لانا، اس کی تمام نازل کی ہوئی کتابوں پر ایمان لانا، اس کے تمام ملائکہ عظام پر ایمان لانا، اس کے تمام بھیجے ہوئے پیغمبروں کو سچا جاننا، اس کی تقدیر پر ایمان لانا، قیامت کے دن قبروں سے نکل کر میدانِ محشر میں آنے اور حساب وکتاب ہونے پر ایمان لانا۔

(ب) اعمال: اعمال میں بھی تقریباً تمام مرد وزن مساوی ہیں مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ، لہٰذا جب تک انسان کے اعتقادات قرآن مجید کے مطابق نہیں ہوں گے اور اعمالِ صالحہ کا پابند نہیں ہوگا ،عذابِ الٰہی سے بچ نہیں سکے گا۔'' (تفسیر لاہوری، ج۲، ص:۴۷۲)

دوسری قسم کی ذمہ داریاں

''ایک وہ ذمہ داریاں ہیں جو ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ ہیں، پہلی قسم کی ذمہ داریوں کے علاوہ ان دوسری قسم کی ذمہ داریوں کا انجام دینا بھی ضروری ہے جو شخص ان مقدمی ذمہ داریوں کو انجام نہیں دے گا وہ یقیناً گرفت الٰہی میں آئے گا اور عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اللھم لا تجعلنا منھم اس قسم کی ذمہ داریوں کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔'' (تفسیر لاہوری، ج۲، ص:۴۷۲)

مرد کی ذمہ داری

''مرد اگرچہ نماز، روزہ وغیرہ احکام شرعیہ کا پابند ہو مگر اس کا سلوک بیوی بچوں سے اچھا نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس کی کوئی عزت نہیں ہے خیر کم خیرکم لاھلہ (الترمذی:۳۸۹۵)''تم میں سے اچھا وہ آدمی ہے جس کا سلوک اپنے بال بچوں سے اچھا ہو۔''ایک اور روایت ہے قال اذا کانت عند الرجل امرأتان فلم یعدل بینھما جاء یوم القیامیة و شقه ساقط (الترمذی:۱۱۴۱)''آپ نے فرمایا جب آدمی کے پاس دو بیویاں ہوں اور ان میں انصاف نہ کرے تو قیامت کے دن ایسے حال میں (میدان محشر) میں آئے گا کہ اس کا آدھا وجود گرنے والا ہوگا (یعنی ایک حصہ وجود کا صحیح وسالم ہوگا اور دوسرا حصہ بے جان ہونے کے باعث جھکا ہوا ہوگا۔)''(تفسیر لاہوری، ج۲،ص:۴۷۲)

عورت کی ذمہ داری

''اگر مرد عورت سے راضی ہے تو اس کیلئے بہشت (جنت) ہے، ارشادِ نبویؐ ہے ایما امرأة ماتت وزوجھا عنھا راض دخلت الجنة (الجامع الصغیر:۳۲۹۲)''جو عورت ایسی حالت میں فوت ہوجائے کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو تو وہ بہشت میں جائے گی۔''(تفسیر لاہوری، ج۲،ص:۴۷۲)

نقائص کی اصلاح کی صورتیں

''اگر زواج میں نقائص پیدا ہوجائیں تو اصلاح کی کیا صورت ہے؟ اس کی تفصیل یہ ہے کہ عیب دار عورت کے تین درجے ہیں، پہلا یہ کہ ہم عدالت میں ثابت کرسکتے ہیں جب چار مرد اس عورت کو گناہ میں مبتلا ہونا دیکھ پائیں۔دوسری صورت یہ ہے کہ عدالت میں ثابت نہیں کرسکتے یعنی چار گواہ نہ ملیں لیکن گھر والوں کو یقینی طور پر اس کے مجرم ہونے کا علم ہوجائے، خاندان والے یا لڑکے کی ماں بہن نے اسے جرم کرتے دیکھا اور کہا کہ اب بیوی کو گھر میں نہیں رکھنا چاہئے۔تیسری صورت یہ ہے کہ نہ عدالت میں ثابت کرسکتے ہیں اور نہ الزام لگا سکتے ہیں اور گھر میں بھی نہیں رکھنا چاہتے، طبیعت ہی اس کے ساتھ نہیں لگتی، جرم اس پر ثابت نہ ہوسکا، ان تینوں صورتوں کے احکام الگ الگ ہیں۔(تفسیر لاہوری، ج۲،ص:۴۷۸)

توبہ کی تین شرائط

''(۱)اس جرم سے فوری دستبرداری یعنی جس گناہ میں مبتلا ہے فوراً اس کو چھوڑ دینا۔

(۲) سابقہ گناہ پر ندامت یعنی جس گناہ میں مبتلا تھے اس پر پشیمان ہونا، حدیث میں ہے الندم توبۃ (ابن ماجہ: ۴۲۵۲) توبہ نام ہی ندامت کا ہے۔

(۳) آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزمِ مصمم، توبہ کے وقت گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنا، دل سے گناہوں سے توبہ واجتناب، زبان سے بھی کرے اور عملی توبہ بھی کرنی چاہیے۔'' (تفسیر لاہوری، ج۲،ص:۴۸۰)

شاہ ولی اللہ کی نظر میں انسان کے چار اخلاق کی تکمیل

''حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی نظر میں فلسفہ شریعت کی بے نظیر اور جامع کتاب 'حجۃ اللہ البالغۃ' میں ارشاد فرمایا ہے کہ احکام شرعیہ میں انسان کے چار اخلاق کی تکمیل پیش نظر رکھی گئی ہے اور وہ یہ ہیں:

(۱) طہارت (ظاہری وباطنی پاکیزگی)

(۲) اخبات (قول اور فعل سے بندگی کا اظہار مثلاً نماز پڑھنا)

(۳) سماحۃ (بوقت ضرورت جان ومال کی قربانی) (۴) عدالت (انصاف)

یعنی انسان درجہ کمال تک تب پہنچتا ہے جب ان اخلاق میں کمال حاصل کرے، اس کے بعد انسان کامل رحمۃ للعالمین کا سچا متبع، مقبول بارگاہِ الٰہی، جنت کا وارث ایسے القاب سے ملقب ہونے کا اہل سمجھا جائے گا۔'' (تفسیر لاہوری، ج۲،ص:۴۸۱)

حسد اور ریاء کا علاج

''حسد اور ریاء یہ دونوں مہلک روحانی بیماریاں ہیں، سو فیصد انسان اس میں مبتلا ہیں بلکہ ہزار میں ہزار اور شاید ایک لاکھ میں سے ایک لاکھ ان امراضِ روحانی کا شکار ہیں لیکن ان کو احساس نہیں ہے پتہ تب چلے گا جب قبر میں جائیں گے لیکن

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

اس وقت کچھ نہیں بن سکے گا، اللہ کے بہت کم ایسے بندے ہیں جو ان بیماریوں سے شفایاب ہیں، اس جہان میں اللہ والوں کی صحبت نصیب ہوجائے تو پھر ان امراض کا پتہ لگ جاتا ہے، اللہ والوں کی صحبت کے بغیر اہل علم ان سے عبور تو کر جاتے ہیں مگر ان سے بچنے کی عموماً توفیق نہیں ہوتی

ہے، مجھے معلوم ہے کہ مدارسِ عربیہ میں جلالین شریف پڑھائی جاتی ہے مگر اس کو (ہی) پڑھنے سے اصلاحِ حال نہیں ہوتی۔'' (تفسیر لاہوری، ج ۲، ص:۵۰۱)

بیعت بھی توبہ ہے

''لوگ جو اِس زمانے میں مرید ہوتے ہیں وہ بیعت بھی یہی توبہ ہے اور مرشد ان کی طرف سے توبہ بھی کریں اور اس شخص کی لیاقت کے موافق ارشاد وہدایت بھی کرے، بس آدمی سچی توبہ کرے، فرائض وواجبات اور سنتوں پر عمل کرے اور منہیات سے اپنے آپ کو بچائے تو بیعت فائدہ مند ہوگی۔'' (تفسیر لاہوری، ج ۲، ص:۵۴۹)

مسلم کون ہے؟

''مسلم کا لفظی ترجمہ اسلام قبول کرنے والا ہے یعنی جو شخص اس بات کو تسلیم کرلے کہ مذہب اسلام کے مجموعہ احکام الٰہی کو سچا مانتا ہوں اور انہی کو اپنی زندگی میں دستور العمل بنائے رکھوں گا وہ مسلمان ہے۔'' (تفسیر لاہوری، ج ۲، ص:۵۵۰)

کافر اور فاسق کا اصطلاحی فرق

''جو شخص مجموعہ احکام الٰہی جنہیں قرآن مجید یا ارشاداتِ نبویہ میں ضروری قرار دیا گیا ہے یا بعض احکام ربانی کے ماننے یا ان کا اپنا دستور العمل بنانے کا منکر ہو اس کو کافر کہا جاتا ہے اور جو شخص زبان سے ان کی حقانیت تسلیم کرے اور عملی جامہ پہنانے کا منکر تو نہ ہو لیکن حرص مال یا حب جاہ یا خواہشاتِ نفسانی میں غرق ہونے کے باعث احکام الٰہی کو عمل میں نہیں لاتا تو اس کو فاسق کہا جاتا ہے۔'' (تفسیر لاہوری، ج ۲، ص:۵۵۰)

مقبولیت کی معیت: سید احمد شہیدؒ واسماعیل شہیدؒ کا مقام

''یہ چار مقبولین بارگاہ الٰہی کے مدارج ہیں، معیت ان کے ساتھ ہوگی، حضرت سید احمد شہیدؒ واسماعیل شہیدؒ نے جانیں خدا کی راہ میں پیش کیں، یہ مقام ان شہیدوں کا ہے جو پچھلے شہداء نے پیش کیں، اس لئے یہ حضرات بھی انہی شہداء کی معیت میں ہوں گے۔'' (تفسیر لاہوری، ج ۲، ص:۵۵۴)

غازی کے نام میں رعب

''غازی کے نام میں خدا نے رعب رکھا ہے کہ دشمن کے ہاتھ سے تلوار گرجاتی ہے خصوصاً ہمارے سرحدی پشاوری پٹھان کو دیکھیں ہندو بزدل ہیں، پٹھان روز چھرا لے کر بھینس گائے کو ذبح

کرتے ہیں وہ کیا ڈریں گے، رحمان کی فوج شیطان کی فوج کے مقابلے میں غالب آئے گی ،حق وباطل کی لڑائی میں فتح یقیناً حق کو ہوگی۔'' (تفسیر لاہوری، ج۲،ص:۵۶۰)

اسلام امن لے کر آیا نہ کہ خونریزی

''کفار کی چار اقسام ہیں:(۱) معاہد(۲) معاہد کے معاہد(۳) کمزور اور عاجز یعنی جن میں لڑنے کی استعداد نہیں ہے ،ان سے بھی لڑائی جائز نہیں ہے کیونکہ اسلام میں خون ریزی نہیں ہے بلکہ اسلام صلح اور امن لے کر آیا ہے ، اسلام اس وقت اس کے سامنے تلوار نکالنے کی اجازت دیتا ہے جو کہ خونخوار ہو اور مسلمانوں پر حملہ کرے۔(۴) ذووجہین اگر سامنے آئیں تو صلح پیش کرتے ہیں اور اگر موقع پائیں تو جڑ کاٹنے کیلئے تیار ہوجاتے ہیں اور یہ منافقین مسلمان نہیں ہیں بلکہ کافر ہیں۔'' (تفسیر لاہوری، ج۳،ص:۶۲)

قتل عمد کی سزا

''(۱) پہلی سزا دوزخ (۲) دوسری سزا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔(۳) تیسری سزا اس پر اللہ کا غضب ہوگا۔(۴) چوتھی سزا اس پر لعنت ہوگی۔(۵) پانچویں سزا اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے، یہ عذاب کیسا ہوگا وہ اللہ جانتا ہے لہٰذا قتل کو اکبر الکبائر میں شامل کیا گیا۔''
(تفسیر لاہوری، ج۳،ص:۶۹)

اہل سنت والجماعت کا مطلب

''اہل سنت والجماعت جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اسی طریقہ کے پابند ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور ہم اسی مقدس صحابہ کرامؓ والی جماعت کے پیروکار ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف محبت سے مشرف تھے، اے مسلمان! تو ایمان (داری) سے کہہ اتنے لوگوں کی حق تلفیاں کر کے تمہیں یہ لقب (اہل سنت والجماعت) سجتا ہے اور اگر اس لقب کو اپنے حق میں استعمال کرتا ہے تو کیا یہ بھی ایک طرح کا فریب نہیں ہے؟اور کیا اس مقدس لقب کا ہبہ حق تلفی نہیں ہے؟ سرکاری عہدہ داروں کو دیکھا جائے تو ان میں سے بھی بجز چند افراد کے جن کے دل میں خوفِ خدا ہے ورنہ اکثریت ایسوں کی ہے کہ وہ اپنی قوم کی بھی حق تلفی کرتے ہیں۔'' (تفسیر لاہوری، ج۳،ص:۹۸)

حضرت امروٹیؒ کی محبت

''حضرت امروٹیؒ کو مجھ سے بڑی محبت تھی حالانکہ وہ سید اور میں ایک امتی، وہ سندھی اور

میں پنجابی، میں نے کبھی ان کو ایک روپیہ بھی نذرانہ پیش نہیں کیا تھا۔ جب کبھی اللہ تعالیٰ کہیں سے ۲۵ روپیہ دلوا دیتے تو ان کی خدمت میں ایک رات کیلئے حاضر ہو جاتا تھا۔ اس زمانہ میں آٹھ روپے آنے جانے کا کرایہ ہوتا تھا تین روپیہ راستہ کا خرچ اور باقی بیوی بچوں کو دے جاتا تھا۔ جب میں حاضر ہوتا تو پھولے نہ سماتے اور فرماتے میرا بیٹا آ گیا۔ وہ اس لئے مجھ پر اتنی شفقت فرماتے تھے، وہ جانتے تھے کہ یہ صرف اللہ کا نام پوچھنے آتا ہے، اندر ہماری اماں کو کہلا بھیجتے کہ گندم کی روٹی اور مکھن بھیجو، لاہور سے احمد علی آیا ہے، میری واپسی پر ہماری اماں سے فرماتے کہ میرے بیٹے نے جانا ہے میٹھی روٹی پکا دو، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اس شفقت کا مجھ پر بے حد اثر تھا، مجھے حضرتؒ سے عشق تھا۔ اسی طرح حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ بھی مجھ پر بے حد شفقت فرماتے تھے، وہ میری بیعت کے بعد چالیس سال تک زندہ رہے، وہ بہت کم بولتے تھے ان کی تربیت کا اور طریقہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اگر ایک قدم بھی اٹھ جائے تو وہ دنیا کے تمام زر و جواہرات سے زیادہ قیمتی ہے۔ ادھر جتنا بڑھیں گے اتنا زیادہ سکھ ہوگا۔'' (تفسیر لاہوری، ج ۳، ص:۱۲۲)

ترقی کی راہ میں تین درجے

(۱) پہلا درجہ عقیدت کا ہے، عقیدت کے معنی یہ ہیں کہ کلمہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ سچا ہے، میرا خدا سچا ہے اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سچا ہے۔ میرا قرآن سچا ہے، میرا اسلام سچا ہے۔

(۲) دوسرا درجہ بصیرت بالدلائل کا ہے، یہ جید علمائے کرام کو حاصل ہوتا ہے، حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے اپنی کتاب ''حجۃ اللہ البالغۃ'' میں احکام شرعیہ کے مصالح بیان فرمائے ہیں، اس کے پڑھنے سے یہ درجہ حاصل ہو جاتا ہے، اس بلند پایہ کتاب کو سمجھنے کے لئے تمام علوم ظاہری سے فارغ ہونا ضروری ہے اس کو پڑھانے کے لیے علوم باطنی کی بھی ضرورت ہے۔

(۳) تیسرا درجہ بصیرتِ باطنی کا ہے، یہ چیز بھی حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کو حاصل تھی، آپؒ فرماتے ہیں کہ چند آدمی ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے ان میں آپس میں شکر رنجی پیدا ہوگئی، میں نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی، میں نے دیکھا کہ میری دعا آسمان پر گئی اس نے بارگاہِ الٰہی میں قبولیت پائی اور ایک نورانی نکتہ کی شکل میں واپس آئی اور ہماری مجلس پر آ کر اس نے پھیلنا شروع کیا، جوں جوں وہ روشنی پھیلتی گئی دلوں سے کدورت نکلتی گئی اور طبیعتیں صاف ہوتی گئیں'' (تفسیر لاہوری، ج ۳، ص:۱۲۲)

سفرِ کراچی

مولانا راشدالحق سمیع
مدیر ماہنامہ ''الحق''

چند علمی، ادبی یادگار شخصیات سے ملاقاتیں ومختلف تعلیمی اداروں کا دورہ

عرصہ دراز کے بعد دو تین روز قبل برادرم مولانا اسرار مدنی صاحب کی خواہش پر کراچی جانا ہوا، شہر کراچی میرے پسندیدہ شہروں میں سے ہے، لڑکپن میں اکثر و بیشتر کسی نہ کسی خاندانی تقریب وغیرہ میں جانے کا موقع ملتا تو شوق سے جاتا، پھر ۱۹۸۷ء میں حضرت والد صاحب شہیدؒ مجھے جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی میں داخلے کے لئے لے گئے اور وہاں درجہ اعدادیہ اور حفظ قرآن کی پختگی (دور) کے لئے مجھے داخل کروایا گیا۔ یوں دو سال علم وعمل کے اس گہوارے اور شہ پارے جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوریؒ ٹاؤن میں چند اساتذہ کرام سے استفادہ کا موقع ملا۔ حضرت مہتمم مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحبؒ، حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ مختار شہیدؒ، حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحبؒ، حضرت مولانا عبدالسمیع صاحبؒ، حضرت مفتی جمیل صاحبؒ، حضرت مولانا عطاء الرحمٰن صاحبؒ وغیرہ نمایاں ہیں، بدقسمتی سے مزید تعلیمی سلسلہ بنوری ٹاؤن میں قائم نہ رہ سکا کیونکہ اُس زمانے میں پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم کے درمیان خونی فسادات بہت زیادہ بڑھ گئے تھے۔ مدرسے کی انتظامیہ کو یہ اطلاع ملی تھی کہ راشد الحق کو بھی نقصان پہنچانے کا ان کا ارادہ ہے ،اسی لئے انہوں نے حضرت والدصاحبؒ کو صورتحال سے آگاہ کیا اور پھر یہ طے پایا کہ سالانہ امتحان کے بعد اسے فوراً اکوڑہ خٹک بھیج دیا جائے لہٰذا مزید تعلیمی سلسلہ کراچی میں اس وجہ سے جاری نہ رہ سکا جس کا مجھے بے حد افسوس ہے۔

اس مرتبہ مدتوں بعد برادرم محمد اسرار مدنی صاحب اور ڈاکٹر عامر رضا صاحب کے ہمراہ اپنی مادرعلمی جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن جانے کا موقع ملا، پہلے مدرسے کے باہر بازار کے کتب خانوں کا وزٹ کیا، ہم نے کچھ کتابیں خریدیں اور اس کے بعد ساڑھے تین بجے بغیر کسی کو اطلاع

دیئے جامعہ میں داخل ہوئے تو سب سے پہلے اپنے حفظ کے زمانے کے استاد جناب قاری حبیب الرحمٰن چترالی صاحب کی کلاس میں جھانکا تو خوشگوار حیرت ہوئی کہ حضرت قاری صاحب حسب سابق ماشاء اللہ تدریس میں منہمک ہیں۔ قاری صاحب کے ساتھ ۳۷ برس قبل میں نے قرآن کا دور کیا تھا،اس وقت میرے ساتھ دیگر صاحبزادے بھی پڑھ رہے تھے جن میں سرفہرست جامعہ کے موجودہ رئیس الجامعہ حضرت مولانا محمد سلیمان بنوری صاحب بھی ہیں،اس کے علاوہ مولانا حبیب اللہ مختارشہیدؒ کے صاحبزادے (مولانا یاسر حبیب، مولانا حارث حبیب صاحب)، حضرت مولانا یوسف قریشی صاحبؒ ، حضرت مولانا اشرف قریشیؒ کے صاحبزادگان شیخ الحدیث حضرت مولانا ارشد قریشی صاحب (مدیراعلیٰ جامعہ اشرفیہ پشاور، چیف ایڈیٹر ماہنامہ ''اشرف'')،حضرت مولانا محمد طیب قریشی صاحب(چیف خطیب کے پی کے،خطیب مسجد مہابت خان،مہتمم جامعہ اشرفیہ پشاور)،حضرت مولانا آصف قریشی صاحب(خطیب اسلامک سنٹر برازیل) ودیگر معروف صاحبزادگان بھی ہم درس تھے۔حضرت قاری صاحب اپنے مثالی نظم ونسق اورسخت گیری کی وجہ سے سارے کراچی میں معروف تھے۔اسی لئے غالباً صاحبزادگان کوان کے حوالے کیا گیا تھا۔حضرت قاری صاحب کے ڈنڈوں کی تپش اب بھی یادوں اور جذبات کوگرم رکھتی ہے۔

بہرحال! حضرت قاری صاحب سے ملاقات ہوئی ،تعارف پر پہچانا اور بہت شفقت ومحبت سے پیش آئے ،اس کے بعد دفتر اہتمام میں حاضری ہوئی تو معلوم ہوا کہ مولانا سلیمان بنوری صاحب اور مولانا سید احمد یوسف بنوری صاحب (نائب مہتمم جامعہ بنوری ٹاؤن) تشریف لے جاچکے ہیں، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب (مدیر''بینات'') ،مولانا عمرانور بدخشانی صاحب وغیرہ موجودنہیں تھے صرف مولانا سیف اللہ صاحب موجود تھے (جومولانا سلیمان بنوری صاحب کےقریبی عزیز ہیں) ان کے ہمراہ برادرم مولانا طلحہ رحمانی صاحب سے ملنے ان کے دفتر گئے، آپ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ (سابق مہتمم جامعہ بنوری ٹاؤن) کے دوسرے صاحبزادے ہیں،ان دنوں آپ وفاق المدارس کے میڈیا کوارڈینیٹر ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت سی خوبیوں اور صفات سے نوازا ہے،آپ بہت باصلاحیت ،متحرک اور بہترین لکھاری اوروفاق المدارس کے کامیاب ترجمان ہیں۔ان کے دفتر میں اخلاص و چاہت سے بھرپور چائے نوش کی ، وہاں سے حضرت اقدس بنوریؒ اوردیگر اکابرین کی قبور پر حاضری دینے کے لئے قبرستان گیا،اس قبرستان کا ہر ہرفرداور ذرہ ذرہ رشکِ آفتاب ہے، فاتحہ کے بعد ذہن میں اُن بزرگوں کی حسین یادوں کا ایک دریچہ کھل گیا اور کانوں میں اِن سے پڑھے اسباق

، باتیں اور صدائیں رَس گھولنے لگیں۔

غزل اُس نے چھیڑی مجھے ساز دینا
ذرا عمرِ رفتہ کو آواز دینا

اپنے پرانے ہاسٹل (وسطانی قدیمی ہاسٹل) گیا جہاں رفیقِ سفر وحضر اور دل و جان سے زیادہ عزیز مولانا ڈاکٹر قاری عتیق الرحمٰن صاحب (مہتمم جامعہ اسلامیہ راولپنڈی) اور مولانا محمد انس الرحمٰن صاحب کے ہمراہ میں نے ایک سال گزارا تھا۔ اُس وقت حضرت مولانا مفتی ولی درویش صاحب ہمارے ہاسٹل کے نگران تھے، اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے، آپ بڑے باکمال، پرہیزگار اور اصولی انسان تھے لیکن ہم طلبہ میں آپ بڑے سخت مزاج وارڈن کے طور پر مشہور تھے۔ میری ''الحق'' کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد راقم کی خام تحریریں اور خصوصاً ''ذوق پرواز'' سفرنامہ یورپ انہیں بہت پسند آیا اور پھر ہمارے درمیان ادبی حوالے سے کافی مراسلت بھی ہوتی رہی، ہاسٹل کے وزٹ کے بعد مولانا سیف اللہ صاحب (جوکہ اعلیٰ خاندانی اخلاق کے پیکر ہیں) نے سارے مدرسے کا تفصیلی وزٹ کرایا، خصوصاً نئے دارالحدیث اور اس سے منسلکہ عمارت جس میں ہاسٹل کے علاوہ کئی اہم شعبہ جات بھی قائم کئے گئے ہیں وہ بھی تفصیل سے دکھائے۔ اپنی مادرعلمی کی روزافزوں تعمیر وترقی دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اور دل باغ باغ ہوا۔ اس سال جامعہ کے دارالحدیث کے درجے میں ساڑھے آٹھ سو طلباء پڑھ رہے ہیں جو بنوری ٹاؤن کی تاریخ میں سب سے بڑی تعداد ہے، اللہ تعالیٰ جامعہ العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کی دینی، علمی و روحانی فیوضات کو اور بھی عام کرے۔ (آمین)

اِس کے بعد شام کو شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کو میسج کیا کہ دارالعلوم کراچی آپ کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت نے شفقت فرماتے ہوئے دوسرے دن دوپہر سوا ایک بجے بلایا۔ ہم لوگ دارالعلوم کراچی وقت مقررہ پر پہنچ گئے، جامعہ کے اندر گاڑی ہی میں پورے ایک چکر لگایا، ماشاء اللہ دارالعلوم کراچی اپنی وسعت، سبزہ زاروں، وسیع وعریض عمارتوں اور مثالی نظم ونسق وصفائی کے لحاظ سے بہت معروف اور جاذبِ نظر ہے۔ اس کے بعد ظہر کی نماز دارالعلوم کی بڑی خوبصورت جامع مسجد میں ادا کی، ماشاء اللہ آج بھی دارالعلوم کی پُرنور فضاؤں میں بزرگوں کی انفاس قدسیہ کی مہک محسوس ہورہی تھی اور پھر عم محترم حضرت شیخ الاسلام مدظلہ سے ملاقات طے تھی، میرے ہمراہ برادرم مولانا محمد اسرار مدنی صاحب بھی موجود تھے جو اس وقت اسلام آباد کے بہت بڑے اور عالمی سطح کے ادارہ ''انٹرنیشنل ریسرچ کونسل برائے مذہبی امور'' کے سربراہ ہیں اور کئی کتابوں

کے مصنف بھی ہیں،اس کے علاوہ معروف ادیب و دانشور ڈاکٹر عامر رضا صاحب بھی تھے جو اِن دنوں پشاور یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں، آپ نے امریکہ کی سب سے معروف یونیورسٹی سے سوشل سائنسز میں پی ایچ ڈی کی ہے۔

حضرت شیخ الاسلام صاحب مدظلہ نے بڑی شفقت ومحبت سے ہمیں خوش آمدید کہا اور حال احوال پوچھنے کے بعد ہم نے اُن کے علمی وتحقیقی وتصنیفی پراجیکٹس کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت نے تواضعاً قدرے توقف کے بعد اُن کی تفصیلات بتائیں تو جان کر بہت خوشی ہوئی کہ حضرت شیخ الاسلام مدظلہ اس پیرانہ سالی اور بے پناہ مصروفیات کے باوجود بھی تصنیفی وتالیفی کاموں میں حسب سابق مستغرق رہتے ہیں۔ حضرت مدظلہ نے فرمایا ’’المدونۃ الجامعۃ‘‘ پر کام جاری ہے،اب تک الحمدللہ چودہ جلدیں شائع ہوچکی ہیں اور اٹھارویں جلد تک کام بھی ہو گیا ہے۔میں نے عرض کیا کہ حضرت! مزید کتنی جلدیں باقی ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ تقریباً چالیس سے پینتالیس جلدوں تک مکمل ہونے کی امید ہے۔’’مدونۃ‘‘ اصل میں علم حدیث کا ایک عظیم الشان انسائیکلوپیڈیا ہے، ”المدونة الجامعة للاحاديث المروية عن النبى الكريم صلى الله عليه و سلم“ اگرچہ علم حدیث پر ۱۴سو برس میں بہت زیادہ کام ہوا ہے اور یہ علم حدیث کا اعجاز ہی ہے کہ ہر زمانے میں نئے سے نئے عظیم علمی وتحقیقی کام اس پر ہوئے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ یہ انسائیکلوپیڈیا بھی علم الحدیث پر اپنی نوعیت کے لحاظ سے ایک بہت بڑا علمی اور منفرد کام ہے۔گزشتہ بیس بائیس برس سے دس پندرہ جید علماء کی ایک کمیٹی اس پر کام کررہی ہے، اس کے لئے دارالعلوم کراچی میں ایک شعبہ ’’موسوعۃ الحدیث‘‘ کے نام سے قائم کیا گیا ہے اور حضرت صاحب مدظلہ دن رات اس کام کی نگرانی کررہے ہیں، یہ سارا مواد اور ڈیٹا کمپیوٹرائزڈ ہے ،اسے عربی زبان میں لکھا جارہا ہے ، اس میں سینکڑوں کتابوں سے احادیث اکٹھی کی گئی ہیں،موضوعات کے علاوہ تمام احادیث کو (قرآن کریم کی آیات کی سیریل کی طرح) ایسے متفقہ نمبر اور سیریل میں ڈھالا جارہا ہے جو عالمی طور پر مسلم اور سب کو قابل قبول ہوں گے۔ اس سے قبل تمام احادیث کی کتب ،مختلف ممالک ،مختلف اداروں اور مختلف ایڈیشنز میں منتشر تھیں انہیں ایک نئے سلیقے اور منظّم ترتیب کے ساتھ تیار کیا جارہا ہے ، ان شاء اللہ ’’مدونۃ‘‘ کئی علمی جہتوں سے اپنی مثال آپ ہوگا اور ذخیرہ کتب الحدیث میں ایک وقیع اضافہ بھی،اسی طرح ’’فقہ البیوع‘‘ کی دو جلدوں کی اشاعت کے بعد’’فقہ الاجارہ‘‘ پر بھی اب کام ہورہا ہے ان شاء اللہ یہ بھی متعدد جلدوں پر مشتمل ہوگا ،اسی طرح علم تفسیر میں’’آسان ترجمہ قرآن‘‘ (تین

جلدیں) کی اشاعت کے بعد اب ''آسان تفسیر قرآن'' کا سلسلہ بھی شروع ہے، حضرت مدظلہ نے مجھ سے استفسار کیا کہ آپ کے پاس موجود ہے؟ تو میں نے قدرے تامل کے ساتھ نفی میں جواب دیا تو آپ نے فوراً ہی سیکرٹری کو بلا کر مجھے ''آسان قرآن مجید'' کا ہدیہ پیش کیا جو مجھ طالب علم کے لئے بہت بڑے اعزاز کی بات ہے۔اسی طرح آپ نے فرمایا کہ اسلامی قوانین پر بھی میں کام کررہا ہوں جو بہت بڑا تحقیقی وعلمی سلسلہ ہے اوراس کا سلسلہ بھی بہت سی جلدوں پر مشتمل ہوگا، آپ نے فرمایا کہ اگرچہ یہ کام اسلامی نظریاتی کونسل کے ادارے کو کرنا چاہیے تھا۔اسی طرح ملاقات میں میں نے حضرت مولانا قاری عبداللہ بنوںؒ کی رحلت کا اظہار کیا جو حضرت شیخ الاسلامؒ کے بہت بڑے مداح وعقیدت مند تھے، حضرت شیخ الاسلام مدظلہ نے ان کی وفات پر مجھ سے افسوس کا اظہار کیا کہ حضرت قاری صاحبؒ واقعی ایک بڑے قدردان اورعلم دوست انسان تھے، مجھے ان کی بیماری پر بھی پریشانی رہی ،اللہ تعالیٰ حضرت قاری صاحبؒ کی مغفرت فرمائے، آخر میں حضرت شیخ الاسلام مدظلہ نے شفقت فرماتے ہوئے ہوئے مجھے دارالعلوم میں قیام کے لئے فرمایا جس کا میں نے شکریہ ادا کیا کہ حضرت! کل واپسی ہے، دارالعلوم تو میرا اپنا گھر ہے۔

یادرہے کہ حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کا حضرت والد ماجد مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا عہد شباب سے برادرانہ تعلق تھا، میری ناقص معلومات کے مطابق حضرت شیخ الاسلام مدظلہ کی شاید ہی کسی اور شخصیت سے اس قدر بے تکلفی، دوستی بلکہ یارانہ رہا ہو، اس بات کی گواہی ان دونوں بزرگوں کے درمیان جاری درجنوں باہمی مکاتبت کا سلسلہ ہے جس میں سے متعدد خطوط ''مکاتیب مشاہیر'' میں شائع ہوچکے ہیں اور کئی ایک کی اشاعت ''بوجوہ'' نہ ہوسکی۔اس طرح برادر مکرم مولانا حامد الحق حقانی صاحب بھی زمانہ طالب علمی میں عم مکرم مدظلہ کے دولت کدے مولانا عمران اشرف عثمانی صاحب کے کمرے میں رہے۔حضرت مدظلہ ہم تمام بھائیوں کے ساتھ ہمیشہ بھتیجوں کی طرح شفقت فرماتے ہیں۔

بہرحال! علم وفضل کے اس بحرِ بیکراں حضرت شیخ الاسلام مدظلہ کی یہ بہت ہی قیمتی مجلس تھی جس سے ہمارا اٹھنے کو دل نہیں چاہ رہا تھا مگر آپ کا ایک ایک منٹ بہت قیمتی تھا اور پہلے سے آپ کے شیڈول طے ہوتے ہیں، اس لئے نہ چاہتے ہوئے بھی دل پر پتھر رکھ کر آپ سے اجازت لی۔آخر میں عالم اسلام کے اس عظیم سرمایہ اوراپنے مشفق ومہربان چچا سے اجازت طلب کی لیکن نکلتے ہوئے معلوم نہیں کیوں حضرت والد صاحب شہیدؒ کی یاد شدت سے اس موقع پر آنے لگی۔حضرت مدظلہ کے

ہاتھوں اور داڑھی پر بوسہ لیا تو حضرت مدظلہ نے بھی شفقت فرماتے ہوئے مجھ سے بوسہ لیا۔آپ نے اس قدر شفقت ومحبت سے اس مجلس میں مجھے نوازا کہ دل کی کیفیات اور آنکھ کے آنسو بڑی مشکل سے اس موقع پر ضبط کئے۔

دارالعلوم میں ہماری ملاقات برادرم مولانا ولی خان المظفر صاحب سے بھی ہوئی ،مولانا موصوف کی علمی اورادبی صلاحیتوں کا اور خاص کرادب عربی پرآپ کی خدمات کا کیا کہنا،آپ ہرلحاظ سے باغ و بہار شخصیت ہیں، مجھے دیکھتے ہی گرم جوشی سے ملے اوراپنے ہمراہ شیخ الاسلام مدظلہ سے ملاقات کے لئے آئے ہوئے وفد سے تعارف کروایا،جس میں الغزالی یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر ذیشان صاحب، النہضہ تیونس کے سربراہ شیخ راشد الغنوشی کے داماد صاحب ایک اور اہل علم شخصیت سے ملاقات ہوئی۔ برادرم مولانا ولی خان المظفر زیدمجدہم ہمیں شام کو اپنے ہاں نشست کے لئے اصرار کررہے تھے لیکن پہلے سے ہمارا پروگرام کہیں اور کا طے تھا۔بعد میں ہمارے ساتھ حضرت شیخ الاسلام مدظلہ کے معاون علمی ،استاد جامعہ اور''البلاغ''عربی کمیٹی کے ادارتی رکن مولانا عبدالوہاب الدیروی صاحب بھی دارالعلوم کا وزٹ کرانے کے لئے ہمراہ ہوئے۔مولانا عبدالوہاب صاحب انتہائی قابل فاضل علمی شخصیت ہیں،''الحق'' اور مجھ ناچیز کی تحریرات سے واقف تھے اور خصوصاً نئے سفرنامہ انڈونیشیا (جوفیس بک پر جاری ہے) کومن وعن پڑھا تھا، وہ بھی اپنی بے پناہ محبت اور والہیت کا اظہار کررہے تھے،اس کے علاوہ دارالعلوم کے مدرس مولانا منظور احمد عمر کوٹی صاحب بھی ہمارے ساتھ تھے، آپ انتہائی متواضع ، بااخلاق اور اخلاص سے بھرپور انسان ہیں، یہ حضرات ہمیں دارالعلوم کے دارالحدیث، درسگاہوں اور خصوصاً دارالعلوم کراچی کی تاریخی وروحانی قبرستان بھی لے گئے جہاں پر حضرت اقدس مفتی محمد شفیع عثمانیؒ، حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانیؒ، حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحیؒ عارفیؒ، حضرت مولانا ڈاکٹرمحمود اشرف عثمانی صاحبؒ ودیگر عثمانی خاندان کی شخصیات کی قبریں تھیں ،عثمانی خاندان کا تو ہرفرد ایک شاہکار ہے، ان کے علاوہ اردوادب کے مایہ ناز ادیب ونقاد جناب حسن عسکریؒ اور دیگر علم وفضل کے آفتاب و ماہتاب بھی محواستراحت تھے۔

اسی طرح ہم دارالعلوم کی عظیم لائبریری بھی گئے جہاں پر ہزاروں نادر اور قیمتی کتب محفوظ ہیں، رسائل میں ماہنامہ ''الحق'' کو دیکھ کرخوشی ہوئی جس سے طلباء استفادہ کررہے تھے، اسی طرح دارالعلوم کے دارالافتاء کی عمارت بھی گئے جو ہرلحاظ سے ایک شاہکار ہے ،نظم ونسق اور حسن ترتیب کے لحاظ سے دارالعلوم کا بہت مثالی اور متاثر کن شعبہ ہے۔اس کے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی

عزیز الرحمٰن صاحب (مدیراعلیٰ ''البلاغ) سے ملاقات کے لئے ان کے گھر حاضر ہوئے، حضرت مدظلہ کے صاحبزادے مولانا ڈاکٹر محمد عدنان عزیز صاحب نے استقبال کیا، مہمان خانے میں بیٹھتے ہی حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب تشریف لائے اور ہمارا بہت زیادہ شفقت ومحبت سے استقبال کیا۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن مدظلہ کو عرصہ دراز کے بعد میں نے دیکھا تھا، اتفاق سے ۳۰۔۳۲ برس قبل میں نے ''الحق'' کی ادارات سنبھالی تھی اور حضرت نے اُن دنوں ماہنامہ ''البلاغ'' کی ادارت سنبھالی تھی اور ہمارے درمیان کچھ مکاتبت بھی ہوئی تھی، مولانا عزیز الرحمٰن صاحب نے دارالعلوم حقانیہ کے قدیم واقعات کا ذکر بھی چھیڑا جب آپ ۸۲۔۱۹۸۳ء میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں وفاق کے امتحانات میں بطور ممتحن تشریف لاتے تھے، آپ نے بتایا کہ میرے ساتھ مولانا مفتی نظام الدین شامزئی صاحبؒ، مولانا مفتی خالد صاحب، مولانا مفتی ولی درویش صاحب وغیرہ بھی ہوتے تھے، ہماری جامعہ حقانیہ میں بڑی اچھی مہمان نوازی اور خدمت ہوا کرتی تھی۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ کے ساتھ مجلسیں ہوتی تھیں، میں نے انہیں بتایا کہ حضرت مولانا محمد ابراہیم فانی صاحبؒ بھی آپ کے ہمراہ ہوتے تھے تو انہوں نے حضرت فانی صاحبؒ کا بھی ذکر خیر فرمایا، حضرت عزیز الرحمٰن صاحب اوران کے صاحبزادے نے ہمارا بڑا اکرام کیا۔

یہاں سے اجازت کے بعد ہم اپنے ہوٹل روانہ ہوگئے، عشاء کو برادرم محمد اسرار مدنی صاحب نے ایک دوست جناب نجم الحسن صاحب کے ذریعے معروف مفکر، دانشور اور سکالر جناب احمد جاوید صاحب کے ساتھ ملاقات رکھی تھی۔ جناب احمد جاوید صاحب برصغیر کے معروف علمی شخصیت علامہ حافظ محمد ایوب دہلویؒ کے شاگرد وفیض یافتگان میں سے ہیں، آپ فلسفی، ادیب، شاعر اور ماہر الہیات ہیں، آپ اقبال اکادمی پاکستان کے پہلے پہل محقق تھے بعد میں اکیڈمی کے ڈائریکٹر بھی رہے، آپ کے پسندیدہ موضوعات تصوف، فلسفہ، مذہب اور ادب ہیں ان پر زیادہ تر لیکچر زدیتے رہے ہیں۔ اقبال، غالب، میر تقی میر اور فارسی شعراء مولانا روم، سعدی، حافظ شیرازی دیگر شعراء پر آپ کی گہری نظر ہے اوران پر آپ نے بہترین معلوماتی اور ٹھوس تجزیے پیش کئے ہیں کئی ٹی وی چینلز پر آپ کے لیکچرز وغیرہ پیش ہوتے رہتے ہیں۔ آپ معروف ادیب ونقاد جناب حسن عسکری صاحب مرحوم کے حلقہ فکر سے وابستہ ہیں اور جناب سلیم احمد مرحوم کے شاگرد بھی ہیں، اس وقت پوری دنیا میں آپ کا بہت بڑا حلقہ اور نام ہے۔

ہم رات کو دس بجے ڈیفنس کے ایک بنگلے پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہ وفاقی وزیر مذہبی امور

جناب انیق احمد صاحب کا گھر ہے۔ یہاں پر دیگر دو تین اہل علم حضرات بھی موجود تھے۔ جناب احمد جاوید صاحب سے برادرم محمد اسرار مدنی صاحب نے تعارف کروایا تو انہوں نے بھی بہت محبت اور اپنائیت کا مظاہرہ فرمایا اور مجھے بتایا کہ میں تو پانچ سال ملازمت کے دوران نوشہرہ میں رہا ہوں اور جمعہ کی نمازیں دارالعلوم حقانیہ میں ادا کرتا رہا ہوں، آپ کے دادا جان شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ ، حضرت مولانا مفتی فرید صاحبؒ ، حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحبؒ سے تسلسل کے ساتھ ملتا رہا ہوں اور آپ کے گاؤں اکوڑہ خٹک کے مثل خان راہی میرے دوست رہے ہیں اور بھی کئی واقعات دارالعلوم حقانیہ کے آپ نے بیان کئے۔ یہ سن کر مجھے بہت ہی خوشگوار حیرت ہوئی،حضرت سے مختلف علمی موضوعات بالخصوص ردِالحاد پر بات چیت شروع ہوئی تھی کہ جناب انیق احمد صاحب بھی تشریف لے آئے آپ بھی ماشاء اللہ علمی لحاظ سے بڑی شخصیت ہیں ،آپ وزارت مذہبی امور و بین المذاہب ہم آہنگی کے وزیر ہیں،آپ ''سیروافی الارض'' کے مصنف ہیں۔صرف ایک ٹی وی چینل پر مذہبی حوالے سے آپ نے چار ہزار پروگرام اب تک ریکارڈ کر چکے ہیں،قرآن فہمی اور اسلامی لٹریچر پر آپ کو بہت زیادہ عبور حاصل ہے، جناب انیق احمد صاحب نے مجھے بتایا کہ یہ سارا فیض جناب احمد جاوید صاحب کا ہے اور جو کچھ میں نے حاصل کیا ہے وہ جناب احمد جاوید صاحب کی برکات وتوجہات کی بدولت ہیں، ہماری یہ علمی نشست رات ساڑھے بارہ بجے تک جاری رہی، آخر میں ہم نے اجازت لی اور اپنے ہوٹل روانہ ہوگئے،سفر کے دوران میری ملاقات برادرم مولانا احمد الرحمٰن صاحب نائب مہتمم جامعہ دارالخیر سے ہوئی،انہوں نے بھی چاہت اور مہمان نوازی کا بھرپور مظاہرہ کیا۔

میرا کراچی میں قیام انتہائی مختصر رہا،متعدد جاننے والے علماء،قریبی رشتہ دار اور حضرت والد صاحبؒ کے عقیدت مندان ،دارالعلوم حقانیہ کے فارغ التحصیل علماء اور پارٹی کے رہنماؤں کو بھی مطلع نہ کرسکا اور نہ مل سکا، جس پر اُن سب جاننے والے حضرات سے معذرت خواہ ہوں۔ان شاء اللہ آئندہ اس تلافی کی کوشش کروں گا۔اسی طرح آخری دن جناب مولانا حافظ حسان حسانی (بلبلِ حقانیہ) معروف ترانہ ''حقانیہ ہمارا'' کے نظم گو بھی ہوٹل پہنچ گئے تھے اور اپنے بھرپور اخلاص ومحبت و عقیدت کا اظہار کیا۔اللہ تعالیٰ برادرم مولانا محمد اسرار مدنی صاحب سمیت کراچی کے تمام ساتھیوں اور بزرگوں کو اجرعظیم عطا فرمائے (آمین)

ڈاکٹر قبلہ ایاز
چیئر مین اسلامی نظریاتی کونسل

حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ مرحوم

قاری محمد عبداللہ مرحوم ۲۵ جنوری ۲۰۲۴ء کو راہی ملک بقا ہوئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) مرحوم کے ساتھ میری رفاقت تقریباً چالیس برس کے عرصے پر محیط رہی، بنوں میں ان کی مسجد اور گھر ہمارے گھر کے قریب ہی واقع تھا، وہ اکثر ہمارے گھر تشریف لایا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں مطالعہ کتب کا بہت اچھا ذوق عطا کر رکھا تھا۔ اس ذوق کو انہوں نے اپنے حلقہ احباب میں عام کرنے کے لیے بھی بہت کاوش کی، مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا حسین احمد مدنیؒ اور مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی کتابیں یا ان کے بارے میں لکھی گئی کتابیں مرحوم کی دلچسپی کا خصوصی موضوع تھا۔ ایک زمانے میں کراچی میں جناب ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوریؒ کا مکتبہ ان کتابوں کے لیے مرکز کی حیثیت رکھتا تھا، اس مکتبہ کے ساتھ میری شناسائی مرحوم کے ذریعے ہی ہوئی اور میرا ذاتی کتب خانہ ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری صاحب کی شائع کردہ کتب اور تصنیفات سے بھر گیا۔

مرحوم کے اسفار کا انداز بہت سادہ اور منفرد تھا، وہ کپڑوں کی نظافت وطہارت کا خصوصی اہتمام کرتے تھے۔ شاید یہیں وجہ ہے کہ وہ گھر سے نکلتے وقت بالعموم کپڑوں کا ایک جوڑا اپنے ساتھ تھیلے میں رکھتے تھے۔ ان کی جیب میں نقد رقم بہت کم ہوتی تھی لیکن ہم نے کبھی انہیں کسی کے سامنے دست سوال دراز کرتے نہیں دیکھا، وہ حقیقت میں عملی صوفی تھے، توکل علی اللہ کا عملی نمونہ اور سراپا محبت واحترام۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ وہ سینیٹ آف پاکستان کے ممبر منتخب ہوئے اور ان کو سالانہ ایک معقول رقم علاقے کی ترقی کے منصوبوں کے لیے دی جانے لگی، آپ اس فنڈ کو ذاتی طور پر خرچ کرنے کی بجائے مختلف کمیٹیاں بنا کر رقم خرچ کرنے کی ذمہ داریاں ان کے سپرد کر دیتے اور خود اپنے پاس اس میں سے ایک پیسہ بھی نہیں رکھتے تھے، مرحوم آج ہمارے درمیان موجود نہیں لیکن ان کی یادیں ہماری زندگیوں کو معطر کرتی رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا قاری عبداللہ صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقامات سے نوازے (آمین)

ڈاکٹر مبشر حسین رحمانی*

اسلامک کرپٹو کرنسی

کرپٹو کرنسی کے حوالے سے بیشتر اہلِ علم اور برصغیر پاک و ہند بشمول دیگر اسلامی ممالک کے جید مفتیانِ کرام اور مستند دارالافتاء کا بہت ہی واضح موقف ہے۔

کرپٹو کرنسی سے متعلق جید مفتیانِ کرام اور مستند دارالافتاؤں کی آراء

اس تناظر میں ہم ام المدارس دارالعلوم دیوبند کا کرپٹو کرنسی سے متعلق فتوی کا متن قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

''کرپٹو کرنسی (بٹ کوئن وغیرہ) کو آپ ڈیجیٹل کرنسی کہیں یا ڈیجیٹل تجارتی چیز، بہرصورت! یہ ایک فرضی چیز ہے اور اس کا عنوان ہاتھی کے دانت کی طرح محض دکھانے کی چیز ہے۔ بٹ کوئن یا کوئی بھی کرپٹو کرنسی فقہائے کرام کی تصریحات کی روشنی میں از روئے شرع مال نہیں ہے اور نہ ہی یہ ثمن عرفی ہے نیز اس کاروبار میں حقیقت میں کوئی مبیع وغیرہ نہیں ہوتی اور نہ ہی اس میں بیع کے جواز کی شرعی شرطیں پائی جاتی ہیں بلکہ درحقیقت یہ فاریکس ٹریڈنگ کی طرح سود اور جوئے کی شکل ہے، اس لیے کرپٹو کرنسی (بٹ کوئن یا کسی بھی ڈیجیٹل کرنسی) کی خرید وفروخت کی شکل میں نیٹ پر چلنے والا کاروبار شرعاً حلال وجائز نہیں ہے، اس لیے کسی مسلمان کے لیے اس کاروبار میں پیسے انویسٹ کرنا بھی شرعاً جائز نہ ہوگا۔'' (حوالہ: دارالافتاء دارالعلوم دیوبند، جواب نمبر: (158329)

اسی طرح جامعہ دارالعلوم کراچی کا ترجمان ماہنامہ ''البلاغ'' کرپٹو کرنسی سے متعلق لکھتا ہے:

''ہماری اب تک کی معلومات کے مطابق NFT کی خریدوفروخت زیادہ تر کرپٹو کرنسی کے ذریعہ ہوتی ہے جبکہ بیشتر اہلِ علم حضرات کرپٹو کرنسی کا استعمال اپنی موجودہ شکل وصورت میں

---

* لیکچرر منسٹر ٹیکنالوجیکل یونیورسٹی، آئرلینڈ

جائز قرار نہیں دیتے لہٰذا کرپٹو کرنسی کی اپنی ذاتی خرید وفروخت یا اس کے ذریعے سے این ایف ٹی وغیرہ کی خرید وفروخت سے اجتناب کرنا چاہیے، نیز جن ممالک میں کرپٹو کرنسی میں معاملات انجام دینا قانوناً ممنوع ہے ان ممالک میں اس کی خرید وفروخت شرعاً بھی جائز نہیں'' (حوالہ: محمد معاذ اشرف، این ایف ٹی (NFT) کا شرعی جائزہ، جامعہ دارالعلوم کراچی کا ترجمان ماہنامہ البلاغ، ص۲۵، چوتھی قسط، جولائی ۲۰۲۳)

جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، کرپٹو کرنسی سے متعلق یہ کہتی ہے:

''واضح رہے کہ ڈیجیٹل کرنسی، کرپٹو کرنسی یا بٹ کوئن کا کوئی مادی وجود نہیں ہے ایک فرضی اور حسابی چیز ہے لہٰذا اس کے ذریعہ پاکستان میں یا پاکستان سے باہر لین دین اور سرمایہ کاری کرنا جائز نہیں ہے۔'' (فتویٰ نمبر :144406101332 دارالافتاء : جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن)

تجارت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا میں ہے: ''بٹ کوائن'' محض ایک فرضی کرنسی ہے، اس میں حقیقی کرنسی کے بنیادی اوصاف اور شرائط بالکل موجود نہیں ہیں لہٰذا موجودہ زمانے میں ''کوئن'' یا ''ڈیجیٹل کرنسی'' کی خرید وفروخت کے نام سے انٹرنیٹ پر اور الیکٹرونک مارکیٹ میں جو کاروبار چل رہا ہے وہ حلال اور جائز نہیں ہے، وہ محض دھوکا ہے، اس میں حقیقت میں کوئی مادی چیز نہیں ہوتی اور اس میں قبضہ بھی نہیں ہوتا صرف اکاؤنٹ میں کچھ عدد آجاتے ہیں اور یہ فاریکس ٹریڈنگ کی طرح سود اور جوئے کی ایک شکل ہے، اسلئے بٹ کوائن یا کسی بھی ڈیجیٹل کرنسی کے نام نہاد کاروبار میں پیسے لگانا اور خرید وفروخت میں شامل ہونا جائز نہیں ہے'' (حوالہ: تجارت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ج۲ ص۹۲، بیت العمار، کراچی)

کرپٹو کرنسی سے متعلق جید مفتیانِ کرام اور مستند دارالافتا کا بہت ہی واضح موقف ہے مگر کچھ حضرات اب اسلامک کرپٹو کرنسی کے عنوان سے کرپٹو کرنسی کی ترویج واشاعت پر کمر بستہ ہوگئے ہیں، ان حضرات کا کرپٹو کرنسی میں صرف ''اسلامک'' یا ''حلال'' سابقہ لگانے سے کرپٹو کرنسی شرعی طور پر جائز نہ ہوجائے گی اور محض کرپٹو کرنسی کے نام کی تبدیلی سے حکم تبدیل نہ ہوجائے گا جب تک کرپٹو کرنسی میں موجود بنیادی خامیوں (شرعی محظور) کو مکمل طور پر ختم نہ کیا جائے۔

کیا کرپٹو کرنسی کا اسلامک متبادل ہوسکتا ہے؟

کسی کے ذہن میں یہ خیال آسکتا ہے کہ کیا کرپٹو کرنسی کا کوئی متبادل نہیں ہوسکتا؟ کیا

''اسلامک کرپٹوکرنسی'' یا ''حلال کرپٹوکرنسی'' بنانا تکنیکی و سائنسی طور پر ممکن ہے؟ اصولی طور پر اگر ہم کرپٹوکرنسی کے اسلامک متبادل کے بارے میں سوچتے ہیں تو ہمیں پانچ پہلوؤں پر غور کرنا ہوگا۔

اول: کرپٹوکرنسی میں وہ کون سی خرابیاں (شرعی محظور) ہیں جن کی بنیاد پر حضرات مفتیانِ کرام اس کے عدم جواز کے قائل ہیں؟ دوم: کیا کرپٹوکرنسی میں سے ان خرابیوں (شرعی محظور) کو ختم کیا جاسکتا ہے اور کیا سائنسی وتکنیکی طور پر ایسا ممکن ہے؟ سوم: کیا ان خرابیوں کو دور کرنے کے بعد کرپٹوکرنسی، کرپٹو کرنسی کہلائے گی؟ چہارم: اگر ہمارے سامنے کوئی کرپٹوکرنسی کے متبادل یعنی اسلامک کرپٹوکرنسی کے حوالے سے دعوی کرتا ہے تو اس دعوی کو سائنسی طور پر کیسے پرکھا جائے؟ پنجم: کیا مروجہ اسلامک کرپٹو کرنسیوں یا حلال کرپٹوکرنسیوں کو اسلامک تصور کیا جاسکتا ہے؟

جہاں تک کرپٹوکرنسی سے متعلق شرعی محظور کی بات ہے تو ہم جید مفتیانِ کرام کے ارشادات اوپر پیش کرچکے ہیں، بٹ کوائن کرپٹوکرنسی کی مثال لیتے ہیں، اس کی بنیاد اور شروعات ہی محض فرضی نمبروں کا کھاتے میں اندراج سے ہوئی ہے اور بٹ کوائن کرپٹوکرنسی کا پورے نظام کا چلنا انہی فرضی نمبروں پر منحصر ہے۔ دیکھیئے! اگر کوئی بٹ کوائن کرپٹوکرنسی میں سے یہ خامی یعنی فرضی نمبروں کو ختم کرنے کی بات کرے گا تو سائنسی وتکنیکی طور پر تو یہ ممکن ہے مگر بٹ کوائن کا وجود اور جس فلسفہ کے تحت اس کو بنایا گیا وہ ہی ختم ہوجائے گا۔ نتیجتاً بٹ کوائن کرپٹوکرنسی میں سے فرضی نمبروں کا کھاتے میں اندراج والی خامی دور نہیں کی جاسکتی لہٰذا بٹ کوائن کرپٹوکرنسی شرعی طور پر جائز نہیں ہوسکتی، اگر کوئی بٹ کوائن کو اسلامک بٹ کوائن کہنا شروع کردے تو محض اس کے کہنے سے یہ خرابی حقیقی طور پر دور نہ ہوگی نیز، جتنی بھی کرپٹوکرنسیوں کی بنیاد کھاتے میں محض فرضی نمبروں کے اندراج پر ہوگی، اس کو مفتیانِ کرام جائز قرار نہیں دے سکتے۔

کرپٹوکرنسی کے ساتھ اسلامک یا حلال کا سابقہ لگانا مناسب نہیں

مفتیانِ کرام یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ کرپٹوکرنسی کے ساتھ اسلامک یا حلال کا سابقہ لگانا مناسب نہیں۔ اگر کوئی کرپٹوکرنسی کے ساتھ اسلامک کا سابقہ لگاتا ہے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ اسلامک جوا، اسلامک سٹے بازی، یا اسلامک سود۔ قرآنِ پاک بھی جب سود کا متبادل دے رہا ہے تو ایک علیحدہ لفظ بیع کو استعمال کررہا ہے یعنی بجائے اس کے کہ قرآنِ پاک سود کا متبادل اسلامک سود اختیار کرتا، ایک بالکل علیحدہ لفظ بیع کو اختیار کیا گیا نیز صرف لفظ ہی کو نہیں اختیار کیا گیا بلکہ سود کا متبادل یعنی بیع کا ذکر کرتے ہوئے قرآنِ پاک واضح کرتا ہے کہ عملاً سود اور بیع میں زمین آسمان کا

فرق ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام میں الفاظ کے چناؤ میں بھی احتیاط سے کام لیا گیا ہے تا کہ حق اور باطل میں آپس میں اِشتِباہ نہ ہوجائے یعنی جب متبادل دینے کی بات آتی ہے تو صرف لفظ اسلامک کو استعمال نہیں کیا جائے گا بلکہ متبادل کی ماہیت اور حقیقت میں بھی جوہری فرق ہونا چاہیے۔

اگر کرپٹو کرنسی کے شرعی طور پر قابلِ قبول متبادل کی بات کرنی ہے تو سب سے پہلے اس لفظ کرپٹو کرنسی سے ہٹ کر کوئی مناسب لفظ اختیار کرنا ہوگا کیونکہ کرپٹو کرنسی ایک خاص ڈیجیٹل کرنسی کو کہا جاتا ہے جس کی صفات (خامیاں) سائنسی طور پر بالکل واضح ہیں اور انہی صفات (خامیوں) کی وجہ سے مفتیانِ کرام اس کے عدمِ جواز کے قائل ہیں لہٰذا ہماری رائے میں چونکہ کرپٹو کرنسی انہی خامیوں سے متصف ہونے کی وجہ سے مشہور ہے لہٰذا کرپٹو کرنسی لفظ کے استعمال سے بھی اجتناب کیا جائے، دوسری وجہ سائنسی طور پر کرپٹو کرنسی کے لفظ سے اجتناب کرنے کی یہ بھی ہے کہ اگر ان خامیوں کو کرپٹو کرنسی میں سے ہٹا دیا جائے تو کرپٹو کرنسی اپنے مقصد، کام کے طریقہ کار اور بنیادی ماہیت وحقیقت کے لحاظ سے ،کرپٹو کرنسی نہ رہے گی، کرپٹو کرنسی کے متبادل مناسب لفظ اختیار کرنے کے بعد کرپٹو کرنسی میں موجود خامیوں سے بھی چھٹکارا حاصل کرنا ہوگا، تب کہیں جا کر کرپٹو کرنسی کے متبادل کے قابلِ قبول ہونے کے بارے میں مفتیانِ کرام غور فرما سکتے ہیں۔

کرپٹو کرنسی کی بنیادی حقیقت اور تصور پر حکم لگایا جائے گا

کوئی یہ دلیل دے کہ کرپٹو کرنسی کے لفظ کو نہیں ہٹانا چاہیے کیونکہ یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی گھروں کی خرید وفروخت کرے اور گھروں کی خرید وفروخت کو کوئی ذی شعور سودی کاروبار نہیں کہے گا، البتہ اگر گھروں کی خرید وفروخت میں کوئی سودی قرضہ فراہم کرے تو پھر اس معاملے کو ہم انفرادی طور پر سودی کہہ سکتے ہیں لہٰذا جس طرح ایک انفرادی گھر کی خرید وفروخت میں سودی قرضے کی وجہ سے ہم گھروں کی خرید وفروخت کو عمومی طور پر سودی نہیں کہیں گے بِعینہٖ کرپٹو کرنسی کو بھی عمومی طور پر ناجائز نہ کہنا چاہیے نیز ہر کرپٹو کرنسی (یعنی سترہ ہزار سے زائد کرپٹو کرنسیوں) کو انفرادی طور پر یعنی کیس بائی کیس (Case by Case) دیکھنا چاہیے، یہ دونوں باتیں ہی درست نہیں اور اس کی وضاحت کیلئے مندرجہ ذیل دو مثالیں ان شا اللہ کافی ہوں گی۔

مثال اول: کرپٹو کرنسی کے معاملے کو ہم ہاؤس مورگیج House Mortgage کی مثال سے سمجھتے ہیں، مفتیانِ کرام یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہاؤس مورگیج ایک سودی قرضہ ہے، جو بینک گھر خریدنے میں تعاون

کیلئے رقم دیتے ہیں اور اس پر سود وصول کرتے ہیں، اس کا لین دین جائز نہیں ہے (حوالہ: فتوی نمبر :144405100994 دارالافتا : جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن) لہٰذا جس طریقے سے ہاؤس مورگیج دنیا بھر میں سودی قرضے کے حوالے سے مشہور ہے اور اسلامک ہاؤس مورگیج کے لفظ کا استعمال مناسب نہیں بعینہ کرپٹو کرنسی بھی اپنی صفات و خامیوں (ربا، قمار، غرراور کھاتے میں فرضی نمبروں کے اندراج وغیرہ) کے حوالے سے مشہور ہے اس لئے اسلامک کرپٹو کرنسی کے لفظ کا استعمال بھی مناسب نہیں ہوگا۔

مثال دوم: جہاں تک ہر کرپٹو کرنسی (یعنی سترہ ہزار سے زائد کرپٹو کرنسیوں) کو انفرادی طور پر یعنی کیس بائی کیس (Case by Case) پرکھنے کا تعلق ہے تو یہ کوئی عقلمندانہ طریقہ نہ ہوگا کہ سترہ ہزار سے زائد کرپٹو کرنسیوں کو انفرادی طور پر جانچا جائے بلکہ جو کرپٹو کرنسی کا بنیادی تصور اور حقیقت ہے اس کے تحت حکم دیا جائے گا اور مفتیانِ کرام نے یہی کیا ہے۔ دیکھئے! جب سودی بینکوں کی باری آتی ہے تو دنیا بھر میں ہزاروں سودی بینک ہیں تو کیا ان ہزاروں سودی بینکوں کو انفرادی طور پر کیس بائی کیس جانچیں گے؟ نہیں، ہرگز نہیں بلکہ سودی بینکوں کے بنیادی تصور اور بنیادی حقیقت پر جو کہ سود (رِبا) ہے، اس کے تحت حکم دیا جائے گا۔ اسی تناظر میں ذیل کا اقتباس ایک جامع تجزیہ ہے:

> ''قرآنِ پاک نے تو رِبا کو علی الاطلاق حرام قرار دیا ہے، خواہ رِبا کی کوئی شکل اس کے نزول کے وقت رائج ہو یا نہ ہو۔ جب قرآنِ پاک کسی چیز کو حرام قرار دیتا ہے تو اس کی حرمت سے مراد اس معاملے کی کوئی ایک مخصوص شکل نہیں ہوتی بلکہ وہ اس معاملے کا بنیادی تصور ہوتا ہے جو اس حکم کے ذریعہ متاثر ہوتا ہے، جب شراب حرام کی گئی تو اس سے شراب کی صرف وہ شکلیں مراد نہ تھیں جو عہدِ رسالت صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں رائج تھیں بلکہ اس شراب کی بنیادی حقیقت کو حرام کیا گیا تھا لہٰذا کوئی بھی معقول شخص یہ بات نہیں کہہ سکتا کہ شراب کی کوئی ایسی شکل جو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے زمانے میں مروج نہ تھی، حرام نہیں ہے۔ جب قمار یا جوے کی حرمت کا اعلان کیا گیا، تو اس کی حرمت کا مقصد صرف اس زمانے میں رائج قمار کی صورتوں تک محدود نہ تھا بلکہ درحقیقت اس کی ممانعت اس کی تمام موجودہ اور آئندہ شکلوں پر محیط تھی اور کوئی بھی یہ عقلی توجیہ نہیں کرسکتا کہ جوئے Gambling کی جدید صورتیں اس ممانعت کے حکم کے تحت نہیں آتیں''

(حوالہ: مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، سود پر تاریخی فیصلہ، ص ۵۴ مکتبہ معارف القرآن، کراچی)

علمائے کرام نے وضاحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ ''شریعت میں حقیقت کا اعتبار ہوتا ہے، ''تسمیہ'' (نام رکھ لینے) کا نہیں۔ (جواہر الفقہ، ج ۴، ص ۵۱۳ مکتبہ دارالعلوم، کراچی)

(۱) شریعت کا مشہور قاعدہ ہے کہ إنما العبرة فی العقود للمعانی لا للالفاظ یعنی کسی معاملہ کی حقیقت کا اعتبار ہوگا اور اس کے لحاظ سے شرعی احکام جاری ہوں گے، نام رکھنے سے کچھ نہیں ہوگا، رِبا کا نام اگر منافع رکھ دیا جائے تو اس سے وہ حلال نہیں ہوگا، بنی اسرائیل پر جب چربی حرام ہوگئی تھی تو انہوں نے اس کا دوسرا نام رکھ دیا تھا اور کھانا شروع کر دیا تھا۔ (جواہر الفقہ، ج ۴، ص ۵۱۳، مکتبہ دارالعلوم، کراچی)

کرپٹو کرنسی کاروبار کی طرح نہیں ہے

بعض حضرات اسلامک کرپٹو کرنسی کے عنوان کے تحت یہ بھی کہتے ہیں کہ کرپٹو کرنسی محض کاروبار کی طرح ہے، جس طرح سے پلاٹوں (زمین) کی قیمتوں میں اتار چڑھا ہوتا ہے بعینہ کرپٹو کرنسی میں بھی ہوتا ہے اور کرپٹو کرنسی کا دور دور تک جوا، سٹے بازی اور سود سے تعلق نہیں ہے۔ ایسے حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ جید مفتیانِ کرام اور مستند دارالافتاؤں کا بہت ہی واضح موقف ہے اور ان کے موقف کی سائنسی طور پر بھی تائید ہوتی ہے لہٰذا ایسے حضرات کی خدمت میں ہم مودبانہ طور پر گزارش کرتے ہیں کہ وہ اپنے طرزِ عمل پر غور فرمائیں۔ اس سلسلے میں ہم مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیعؒ کا ایک اقتباس پیش کرتے ہیں۔

> ''آیتِ مذکورہ کے تیسرے جملے میں اہلِ جاہلیت کے اس قول کی تردید کی گئی ہے کہ بیع اور رِبا دونوں یکساں چیزیں ہیں، ان کا مطلب یہ تھا کہ رِبا بھی ایک قسم کی تجارت ہے، جیسا کہ آج کل کی جاہلیتِ اخری والے بھی عموماً یہی کہتے ہیں کہ جیسے مکان، دکان اور سامان کو کرایہ پر دے کر اس کا نفع لیا جاسکتا ہے تو سونے چاندی کو کرایہ پر دے کر اس کا نفع لینا کیوں جائز نہ ہو؟ یہ بھی ایک قسم کا کرایہ یا تجارت ہے اور یہ ایسا ہی پاکیزہ قیاس ہے جیسے کوئی زنا کو یہ کہہ کر جائز قرار دے کہ یہ بھی ایک قسم کی مزدوری ہے، آدمی اپنے ہاتھ پاؤں وغیرہ کی محنت کر کے مزدوری لیتا ہے اور وہ جائز ہے تو ایک عورت اپنے جسم کی مزدوری لے لے تو یہ کیوں جرم ہے؟ اس بیہودہ قیاس کا جواب علم وحکمت سے دینا علم وحکمت کی توہین ہے، اس لئے قرآنِ کریم نے اس کا جواب حاکمانہ انداز میں بیان فرمایا کہ ان دونوں چیزوں کو ایک سمجھنا غلط ہے، اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور رِبا کو حرام قرار دیا ہے، فرق کی وجوہ قرآن نے بیان نہیں فرمائیں،

اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ بیع وتجارت کے اصل مقصد میں غور کروتو روزِ روشن کی طرح بیع و رِبا کا فرق واضح ہوجائے گا۔''

(حوالہ: مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مسئلہ سود،ص ۴۵، مکتبہ معارف القرآن، کراچی)

کیا کرپٹوکرنسی کچھ شرائط کے ساتھ جائز ہوسکتی ہے؟

کرپٹوکرنسی کے متبادل یعنی اسلامک کرپٹوکرنسی کی جب بات کی جاتی ہے تو بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ کرپٹوکرنسی کو کچھ شرائط کے ساتھ جائز ہونا چاہیے کیونکہ پاکستان اور انڈیا سے ایک بڑا پورٹ فولیو Portfolio انویسٹ تو ہو ہی رہا ہے یعنی حکومت اس سلسلے میں قانون سازی کرے تاکہ لوگوں کا کرپٹوکرنسی میں لگایا ہوا سرمایہ ضائع نہ ہو نیز کچھ حضرات یہ کہتے ہیں کہ کرپٹوکرنسی میں کوئی شرعی اشکالات نہیں ہیں، صرف انتظامی اور عملی اشکالات ہیں جن کو کرپٹوکرنسی کی قانون سازی کے ذریعے حل کیا جاسکتا ہے۔ یہ دونوں باتیں کسی طور پر درست نہیں کیونکہ اول: تو کرپٹوکرنسی سے متعلق جید مفتیانِ کرام اور مستند دارالافتاؤں کا بہت ہی واضح موقف ہے۔ دوم: کرپٹوکرنسی میں سائنسی طور پر ان خامیوں (شرعی محظور) کو دور نہیں کیا گیا۔ سوم: یہ دعوی کرنا غلط ہے کہ محض قانون سازی اور ریگولیشن کے نفاذ سے کرپٹوکرنسی جائز ہوجائے گی۔ کرپٹوکرنسی پر محض قانون سازی سے شرعی محظور ختم نہیں ہوسکتے، تفصیل کے لئے راقم کا مضمون کرپٹوکرنسی اور یورپی یونین کی میکا ریگولیشن، البلاغ جمادی الاخری ۱۴۴۵ھ، جنوری ۲۰۲۴ اور سدِ ذرائع، عرف، عموم بلوی اور کرپٹوکرنسی، ماہنامہ ''ندائے دارالعلوم''، دارالعلوم وقف دیوبند، صفر المظفر ۱۴۴۵ھ مطابق ستمبر ۲۰۲۳ دیکھئے۔

جب کوئی یہ کہتا ہے کہ ''شراب کو کچھ شرائط کے ساتھ جائز ہونا چاہیے'' اور حکومت شراب سے متعلق قانون سازی کرے اور شراب کو ریگولیٹ کردے، یعنی اٹھارہ سال سے کم عمر نوجوانوں کی شراب خریدنے پر پابندی ہو اور شراب کے نقصانات کے تدارک کیلئے یہ قانون سازی ہو کہ اگر کوئی شراب پی کر غل غپاڑہ کرے تو حکومت سختی سے اس سے نمٹے تو واضح طور پر یہ کہہ رہے ہیں کہ شراب میں فی نفسہٖ تو کوئی مسئلہ نہیں نعوذ باللہ اور شراب کے ممکنہ نقصان سے عوام کو بچانے کیلئے قانون سازی کردی جائے، بس! جس طرح کسی مسلمان کیلئے شراب کو کچھ شرائط کے ساتھ جائز ہونا چاہیے، قابلِ قبول نہیں ہوسکتا بعینہ کرپٹوکرنسی کو کچھ شرائط کے ساتھ جائز ہونا چاہیے بھی قابلِ قبول نہیں ہوسکتا۔

کرپٹو کرنسی کی خامیوں کا ممکنہ حل اور اسلامک کرپٹو کرنسی

اگر کوئی کرپٹو کرنسی کے متبادل یعنی اسلامک کرپٹو کرنسی کے تیار کرنے کا دعوی کرتا ہے تو اس کو پرکھنے کیلئے ہم یہ دیکھیں گے کہ جن شرعی محظور کی بنیاد پر حضرات مفتیانِ کرام کرپٹو کرنسی کے عدمِ جواز کے قائل ہیں، کیا وہ شرعی محظوراب اس متبادل اسلامک کرپٹو کرنسی میں موجود ہیں یا نہیں۔ نیز ہم اس پہلو پر بھی غور کریں گے یہ متبادل اسلامک کرپٹو کرنسی کو جاری کرنے والا کون ہے، مقاصد کیا ہیں اور اس میں کرنسی اور لیگل ٹینڈر کی کیا صفات ہیں اور حقیقی طور پر کرنسی بھی ہے یا نہیں؟

ذیل میں ہم ایسے ہی کچھ متبادل کا تذکرہ کرتے ہیں جو کرپٹو کرنسی کی خامیوں کو دور کرنے کیلئے پیش کئے جاتے ہیں اور بعض مرتبہ ان پر اسلامک کرپٹو کرنسی کا لیبل چسپاں کردیا جاتا ہے۔ یہ درحقیقت مغالطے ہیں جو کرپٹو کرنسی کی تکنیکی و سائنسی معلومات کے فقدان کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں اور جن کو اختیار کرنے کے بعد کرپٹو کرنسی اپنی بنیادی صفات، حقیقت اور مقاصد سے ہٹ جاتی ہے اور کرپٹو کرنسی کا تصور ہی تبدیل ہوکر رہ جاتا ہے۔

کرپٹو کرنسی کی خامیوں کو دور کرنے کیلئے اگر کوئی اسلامک کرپٹو کرنسی کے عنوان کے تحت یہ حل پیش کرتا ہے کہ چونکہ کرپٹو کرنسی میں بہت زیادہ اتار چڑھاؤ ہے لہٰذا اس اتار چڑھاؤ کو دور کرنے کے لئے مصنوعی طور پر اس کی قیمت کو مستحکم رکھیں گے اور اس کیلئے کمپیوٹر الگورتھم کا استعمال کیا جائے گا تو گزارش ہے کہ یہ کرپٹو کرنسی نہ رہی بلکہ یہ اسٹیبل کوائن بن گئی۔ اگر کوئی یہ حل پیش کرتا ہے کہ کرپٹو کرنسی کسی دوسرے حقیقی اثاثے مثلاً سونا، چاندی یا کسی ملک کی اصلی سرکاری کرنسی جیسے امریکی ڈالر، یورو وغیرہ کو اپنے پیچھے رکھ کر اپنی قدر مستحکم رکھیں گے یعنی پیگڈ Pegged کر دیا جائے تو یہ اسٹیبل کوائن کہلائے گی اور پھر اس اسٹیبل کوائن کو اس ملک کی اصلی سرکاری کرنسی جیسے ڈالر کا وثیقہ Promissory digital note کے طور پر استعمال کیا جائے تو یہ کرپٹو کرنسی تو نہ ہوئی۔

اگر کوئی یہ حل پیش کرتا ہے کہ کرپٹو کرنسی کو حکومت جاری اور ریگولیٹ کرے گی تو عرض ہے کہ یہ کرپٹو کرنسی نہ رہی بلکہ یہ سینٹرل بینک ڈیجیٹل کرنسی بن گئی۔ اگر کوئی یہ حل پیش کرتا ہے کہ کرپٹو کرنسی کو کوئی پرائیوٹ ادارہ یا کمپنی جاری کرے گی اور وہی اس کے نظام کو چلائیں گے تو پھر یہ کرپٹو کرنسی نہ رہی بلکہ کرپٹو کرنسی کے بنیادی فلسفہ ہی کے متصادِم ہے جس کے تحت جب کرپٹو کرنسی کو لایا گیا تھا تو اس کے ڈی سینٹرلائزڈ ہونے کی شرط رکھی گئی تھی تاکہ کرپٹو کرنسی سینٹرلائزڈ اداروں، حکومتوں،

آئی ایم ایف، ورلڈ بینک اور سینٹرل بینکوں کی اجارہ داری سے نجات دلائے۔ اگر کوئی یہ حل پیش کرتا ہے کہ کرپٹو کرنسی کی خامی یعنی کھاتے میں فرضی نمبروں کا اندراج کو دور کرنے کے لئے ہم حقیقی اثاثوں جیسے سونے، چاندی کے سکوں کا کھاتے میں اندراج کریں اور یہی سکے بطور لیگل ٹینڈر کام کریں تو یہ کرپٹو کرنسی تو نہ رہی۔

قارئین! یاد رکھئے کہ جب بٹ کوائن کرپٹو کرنسی کو متعارف کروایا گیا تھا تو اسے بطور الیکٹرونک پیمنٹ سسٹم کے پیش کیا گیا تھا جو کہ کسی فنانشل ادارے اور بینک کے بغیر کام کرے گی، کوئی اس کا مالک ہوگا نہ کوئی اسے کنٹرول کر سکے گا۔ اس کے حامیوں نے یہ بھی دعوی کیا تھا کہ یہ ایسا زر ہوگا جسے کچھ طاقت ور لوگ کہیں بیٹھ کر لمحوں میں ختم نہ کر سکیں اور یہ آزاد کرنسی ہوگی لہٰذا ہماری رائے میں ایسا کوئی بھی متبادل پیش کرنے کا دعوی سائنسی طور پر صحیح نہیں ہوگا جس میں کرپٹو کرنسی کی ماہیت، فلسفہ اور مقصد ہی بدل دیا جائے اور اسے بطور سرمایہ کاری کے انسٹرومنٹ یا شیئرز کے پیش کیا جائے۔

قارئین! جب کوئی اسلامک کرپٹو کرنسی کا دعوی لے کر آئے تو خوب سمجھ لیجئے کہ یہ متبادل حل کرنسی ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ یورپی یونین کا کوئی ملک یا یورپی سینٹرل بینک کرپٹو کرنسی اور کرپٹو اثاثوں کو بطور فیاٹ منی (Fiat Money) (لیگل ٹینڈر۔ چاہے وہ نوٹ Notes کی شکل میں ہو، کوائن Coins کی شکل میں ہو، ڈیپازٹ Deposits یا کسی اور طرح کے ری پیایبل فنڈز Other repayable funds کی شکل میں ہو) تسلیم نہیں کرتا[1] پھر ہم یہ سوال کریں گے کہ یہ متبادل اسلامک کرپٹو کرنسی اپنی اصل میں کیا ہے؟ سیکورٹیز Securities، فنانشل انسٹرومنٹ Financial Instrument، الیکٹرانک منی Electronic Money، فنانشل ڈیری ویٹیو Financial Derivatives، ڈیپازٹ Deposit، پیمنٹ سروس Payment Service ہے؟ یا اس کے علاوہ کچھ ہے جیسے متبادل انویسمنٹ فنڈ Alternative Investment Fund ہے یا انشورنس کانٹریکٹ Insurance Contract ہے؟ غرض، اس متبادل اسلامک کرپٹو کرنسی کی اصل ماہیت کو جاننے کے بعد ہی اس پر کسی قسم کے حکم کا اطلاق ہو سکے گا۔

دیکھیئے! اسلامک کرپٹو کرنسی، حلال کرپٹو کرنسی، اسلامک کوائن، یا حلال کوائن کے عنوان سے جو حل تجویز کئے گئے ہیں یا کئے جا رہے ہیں، ان میں کئی بنیادی نقائص ہیں یعنی یا تو وہ مکمل طور پر شرعی اصولوں کی پاسداری نہیں کرتے مثلاً شرعی طور پر مال نہیں، یا پھر وہ سائنسی طور پر کرنسی کی تعریف پر پورا نہیں اترتے یا پھر وہ مروجہ کاغذی کرنسی اور سودی بینکوں کے نظام سے بھی بدتر ہیں۔

ایک اہم پہلو جس پر ہم نے خاص توجہ دینی ہے وہ یہ ہے کہ کرپٹو کرنسی کی خامیاں دور کرنے

کے بعد کرپٹو کرنسی کے بنیادی مقصد کو ختم نہیں ہونا چاہیے۔ یعنی کرپٹو کرنسی کو بطور کرنسی متعارف کروایا گیا تھا اور خامیاں دور ہونے کے بعد بھی اس کو بطور کرنسی ہی کام کرنا چاہیے یعنی جب کرپٹو کرنسی کی خامیاں دور ہو جائیں تو متبادل کو بطور کرنسی یعنی بطور آلہ مبادلہ Medium of Exchange، بطور قدر شمار کرنے کے Unit of Account اور بطور قدر کو محفوظ کرنے Store of Value کے استعمال کیا جانا چاہیے۔ قارئین! یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ کرنسی کے بالمقابل ٹوکن اپنے رکھنے والوں کو اقتصادی اور ریا گورننس اور ریا یوٹیلیٹی و استعمال کے حقوق فراہم کرتے ہیں[2]، بہت ساری قانونی اور پالیسی کے مسودات میں کرپٹو کرنسی کو پیمنٹ ٹوکن، ایکسچینج ٹوکن یا کرنسی ٹوکن بھی کہا جاتا ہے۔

اسلامک کرپٹو کرنسی: رائج طریقے اور مغالطے

یہ سائنسی طور پر مسلم ہے اور کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ کرپٹو کرنسی کے ذریعے عالمی پیمانے پر دھوکے بازی کا وسیع بازار گرم کیا گیا اور اس کیلئے جو طریقہ کار اختیار کیا گیا اس کے تحت کوئی بھی اپنی نئی کرپٹو کرنسی لانچ کرتا، ٹوکن جاری کرتا اور اس کی تجارت کرتا، عوام سے ابتدائی کوائن آفرنگ Initial Coin Offerings (ICOs) کے ذریعے پیسے اور سرمایہ کو اکھٹے کرتا اور پھر اس جمع شدہ سرمایے کو لے کر فرار ہو جاتا[3]۔ آپ عالمی اعداد و شمار دیکھ کر ششدر رہ جائیں گے کہ سینکڑوں کی تعداد میں ایسے پروجیکٹ لانچ کئے گئے جن کے ذریعے عوامی سرمایہ کو بے دریغ لوٹا گیا حتیٰ کہ ابتدائی کوائن آفرنگ کے ذریعے ملکی مجاز اتھارٹی کی اجازت کے بغیر عوام سے سرمایہ اکھٹا کیا گیا اور بعض صورتوں میں ٹوکن کے اصلی جاری کنندہ کا بھی علم نہیں تھا۔

یہ بات بھی قابلِ غور رہے کہ جب ابتدائی کوائن آفرنگ کی جاتی ہے تو اس میں ادائیگی عمومی طور پر ایتھر کرپٹو کرنسی میں کی جاتی ہے[4] نیز کثیر تعداد میں ابتدائی کوائن آفرنگ کے پروجیکٹس ایتھریم بلاک چین پر بنائے گئے ہیں یعنی تقریباً ۷۵ فیصد ٹوکن ای آر سی ERC20 Ethereum Protocol ایتھریم پروٹوکول کو استعمال کرتے ہوئے بنائے گئے ہیں[5]۔ نتیجتاً جتنے بھی ٹوکن ایتھریم بلاک چین پر اسلامک کرپٹو کرنسی یا اسلامک کوائن کے عنوان سے بنائے گئے ہیں یا بنائے جائیں گے یا ابتدائی کوائن آفرنگ کی پیشکش اسلامک عنوان سے کی گئی ہے یا کی جائیگی، ان میں کرپٹو کرنسی کے ذریعے سے خرید و فروخت ہوگی اور مفتیانِ کرام کے مطابق کرپٹو کرنسی کی اپنی ذاتی خرید و فروخت یا اسکے ذریعے سے کسی دوسرے کوائن یا اشیا کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے (دیکھئے این ایف ٹی فتوی، جامعہ دارالعلوم کراچی) (جاری ہے)

سفرنامہ جاپان : شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس

ضبط وترتیب: مولانا اسامہ سمیع حقانی

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کا سفر جاپان

(قسط ۴)

نومولود بچے تو ماں کے بغیر نہیں رہ سکتے لیکن جاپانی ہسپتال میں اس کو بھی لے کر کہیں گے آپ جا سکتے ہیں، ہم اس کا علاج معالجہ اور دیکھ بھال کرلیں گے، وہ اس کا علاج اس طرح کریں گے جیسے اپنے بچوں کا کرتے ہیں اور بوڑھوں، جوانوں و دیگر کا علاج معالجہ اس طرح کریں گے جیسے ان کے اپنے ہوں اور اگر کسی مریض کو زبان نہیں آتی تو وہ اس سے فون نمبر لے کر کسی زبان دان سے بات کرواتے ہیں تاکہ اُسے اپنا مسئلہ بیان کرسکیں اور اس کا علاج ہوسکے اور مریض جب ٹھیک ہو جائے تو اس کو گھر بھیجوا دیا جاتا ہے۔ وہاں علاج بہت مہنگا ہے چھوٹی سی بیماری پر بھی دس، بیس لاکھ روپے لگ جاتے ہیں۔ علاج کے بعد وہاں پر ڈاکٹر پیسوں کی بات کرتا ہے، ہمارے ہاں ڈاکٹر تو علاج سے پہلے پیسوں کی بات کرتا ہے، وہاں علاج کے بعد آپ کو کہا جاتا ہے کہ اتنے پیسے خرچ ہوئے ہیں، مثلاً ۴۰ لاکھ تو آپ کہیں گے کہ اتنے تو میں نہیں دے سکتا تو وہ آپ سے پوچھے گا کہ آپ کتنے دے سکتے ہیں؟ اگر آپ کہیں کہ میں ہزار روپے ماہانہ دے سکتا ہوں تو وہ وہاں انٹری کر دیتا ہے اور کہتا ہے ٹھیک ہے، اب ہر مہینے مریض کی تنخواہ سے ہزار روپے کاٹے جائیں گے اور یہاں تو آپ پہلے پیسے دیں گے پھر آپ کا علاج ہوگا۔

ڈاکٹروں سے بھی میں بطور اصلاح کہتا ہوں کہ اللہ کے بندو! آپ حضرات کا خدمت خلق کا بہت اچھا پیشہ ہے، اگر ڈاکٹر میرا علاج نہ کرے تو میں نہ درس دے سکتا ہوں، نہ نماز پڑھ سکتا ہوں، نہ روزہ رکھ سکتا ہوں، کچھ بھی نہیں کرسکتا۔ باخدا! ڈاکٹری سے بڑا خدمت خلق کا کوئی پیشہ نہیں ہے، انسان کی زندگی سے اس کا تعلق ہے لیکن خدا کے لئے ڈاکٹر صاحب اپنے پیشے سے مخلص رہیں، آپ قصاب نہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ پہ نظر رکھیں مریض کی جیب پر نہیں، مریض کو دیکھو یہ نہ دیکھو کہ یہ مریض پیسے والا ہے اور میرے پاس آیا ہے اور اس کو لوٹ لوں گا اور آپریشن کی ضرورت نہ ہو تو خدا کی خاطر آپریشن نہ کریں۔ آج کل خیبر پختونخوا میں جو صحت کارڈ پر مریضوں کا علاج و معالجہ ہو رہا ہے، یہ ایک اچھی چیز ہے، مخلوق کے فائدے کے لئے ہے لیکن آج کل اس کا استعمال غلط ہو رہا ہے۔ حکومت نے یا

جس نے بھی اس کا اجراء کیا ہے اچھی سوچ کی بنیاد پر کیا ہے کہ اس سے لوگوں کو فائدہ ملے لیکن ہم لوگ اس سے غلط فائدہ اٹھا رہے ہیں کہ مریض کو آپریشن کی ضرورت نہیں ہوتی اور ہم مریض کو چیر پھاڑ دیتے ہیں کیوں؟ تاکہ ہسپتال والے حکومت کے خزانے سے زیادہ پیسے نکال سکیں، عورت کو آپریشن کی ضرورت نہیں ہوگی اور آپ کو کہتے ہیں کہ مرنے والی ہے کیا کریں؟ تو آپ مجبوراً کہتے ہیں کہ آپریشن کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کا خوف ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہونا ہے، قبر میں بھی جانا ہے۔ قیامت کے دن اپنے پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کس منہ سے پیش ہوں گے؟ مریض کو ایکسرے کی ضرورت نہیں ہوتی، الٹرا ساونڈ کی ضرورت نہیں ہوتی تو پھر ہم کیوں کرواتے ہیں تاکہ زیادہ پیسے کمائیں اور اگر سستی دوائیوں سے مریض کا علاج ہوسکتا ہے تو کیوں مہنگی دوائیاں لکھتے ہیں؟ کیونکہ اس میں ان کا کمیشن ہوتا ہے، وہ ان ڈاکٹروں کو کبھی روس گھمانے لے جاتے ہیں تو کبھی فرانس اور کبھی امریکہ کیوں کہ وہ اس کمپنی کی مہنگی دوائیاں مریضوں کو لکھتے ہیں، ظالمو! یتیم، مجبور، بے بس لوگوں کے ساتھ ظلم مت کریں، ایک بیوہ عورت کے پاس گائے ہوگی وہ اس کو بیچ کر اپنے بچے کو علاج کیلئے لائے گی تو ۲۰ یا ۳۰ ہزار یا جو اس کے پاس پیسے ہوتے ہیں تو ان سے لے لیتے ہیں، ایسا ظلم مت کریں۔ قرآن میں ہے کہ جس نے یتیم کا مال کھایا تو گویا اس نے اپنے پیٹ میں آگ ڈال دی، یہ ظلم اور زیادتی وہاں جاپان میں نہیں، اس کو مفت علاج کہتے ہیں، مریض کی دیکھ بھال، صفائی، ورزش، کھانے پینے، بروقت دوائی کا خیال، گھر سے آنے جانے کا غرض ہر چیز کا خیال رکھتے ہیں۔

بہرحال! میرے بھائیو! میں وہاں ہسپتال گیا اور وہاں سے واپسی پر ہم مسجد بلال میں جمعہ کی نماز پڑھنے چلے گئے، وہاں بہت زیادہ لوگ انتظار میں تھے، اس لئے کہ میں نے رات ہی وہاں کے لوگوں کو مطلع کیا تھا کہ میں جمعہ کی نماز پڑھانے آؤں گا، وہاں مقامی اور مضافات سے بھی بہت کافی لوگ آئے تھے، پاکستان کے علاوہ دوسرے ملکوں کے بھی بہت سارے لوگ میرا بیان سننے آئے تھے، مسجد اور اس سے ملحق علاقہ و کار پارکنگ بھی بھری ہوئی تھی اور گاڑیاں روڈوں پر کھڑی تھی تو پولیس آ گئی کہ یہ باہر گاڑیاں کیوں کھڑی ہیں؟ لوگ بہت زیادہ تھے تو انہوں نے مجھے کہا کہ اردو میں تقریر کرلیں کیوں کہ یہاں انڈین اور بنگالی بھائی بھی آئے ہوئے ہیں اور وہ پشتو نہیں سمجھتے۔ اس لیے میں نے اردو میں تقریر کی، میری کوشش وہاں یہ تھی کہ میری تقریر میں مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد کا درس ہو اور میری تقریر سے نوجوانوں کو فحاشی سے بچنے کا سبق ملے اور ان کی اصلاح ہو سکے، میں اکثر حالات کی نزاکت کے مطابق اور ماحول کے مطابق تقریر کرتا ہوں اور یہ مقصد ہوتا ہے کہ بچوں کو قرآن اور دین

سکھایا جائے اور وہ کبھی دھوکہ اور فریب نہ کریں کیونکہ وہاں کے لوگ دھوکے اور فریب کونہیں جانتے ، اس طرح اسلام بدنام ہو جائے گا، میں ان سے پوچھتا کہ جاپان کے لوگوں کو دیکھیں کیا یہ دھوکہ کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا ،نہیں! تو آپ کیوں کرتے ہیں؟ جھوٹ بولتے ہیں؟ نہیں !تو آپ کیوں بولتے ہو؟ یہ لوگ فراڈ کرتے ہیں؟ نہیں! تو آپ کیوں کرتے ہیں؟ میں نے کہا اگر آپ نے جھوٹ بولا، فراڈ کیا تو یہ کیا کہیں گے کہ یہ مسلمان ہیں اور اس طرح کا کام کرتے ہیں تو اسلام کا نام بدنام ہوگا تو برائے کرم اسلام کا نام بدنام نہ کریں۔

اسلام ایک بہت خوبصورت دین ہے جس کو اللہ نے میرے اور آپ کے لئے پسند کیا ہے، اسلام وہ میٹھا پھل ہے اللہ تعالیٰ کی قسم اس سے کوئی دوسرا میٹھا پھل نہیں ہے ، میں آپ سے پوچھتا ہوں جس نے اندھیرا نہ دیکھا ہو وہ روشنی کو نہیں سمجھ سکتا ہے؟ جس نے عالم کفر میں رہنے والے لوگوں کی حالت کو نہیں دیکھا وہ اسلام کی مٹھاس کیا جانیں۔قسم خدا کی !ایمان بہت بڑی روشنی ہے اور یہ ایمان اللہ سے تمہارا رابطہ اور تعلق جوڑتا ہے، وہ خدا اور پیغمبر کو نہیں مانتے ، وہ لوگ شرک کرتے ہیں ، گوتم بدھ اور دوسرے بتوں کو سجدے کرتے ہیں، جب میں ان کو دیکھتا تو میرے دل پکار اٹھتا کہ اے میرے ربّ! یہ بتوں کو سجدے کر رہے ہیں، جاپان میں ایک مندر ہے آج سے سات سو (۷۰۰) سال پہلے یہ مندر بنا تھا، میں اس مندر میں گیا، میں نے دیکھا کہ اس کو جاپانی حکومت نے جو عزت دی ہے، اس کے ارد گرد میلوں میں درخت لگے ہیں ،گنجان درخت ہیں، درمیان میں سڑک ہے اور بہت بڑا جنگل ہے اور یہ مندر اس کے بیچوں بیچ ہے اور دنیا سیر کے لیے جا رہی ہوتی ہے ،تو میں نے کہا کہ چلو دیکھتے ہیں اس مندر کو تو جب اس مندر میں پہنچے تو اللہ پر یقین کریں کیا عجیب مندر تھا اور اس مندر کے اندر بہت سارے بت ہیں، ہندو آ کر زمین پر لیٹ جاتے اور ان بتوں کو سجدہ کرتے تو میں خوشی سے اللہ تعالی کا شکر ادا کرتا، اے اللہ! تیرا شکر ہے کہ میں مشرک نہیں ہوں اور میں موّحد مسلمان ہوں اور ایک اللہ کو ماننے والا ہوں، میرا یہ ماتھا اس زمین پر بت کو سجدہ کرنے کیلئے نہیں لگے گا بلکہ اس ذات کیلئے زمین پہ لگے گا جو اس ماتھے کا خالق اور مالک ہے۔

آپ حضرات جو صبح وشام اور جمعہ کی نماز میں جو سجدے لگاتے ہیں وہ کس کو لگاتے ہیں، بتائیں!(اللہ تعالیٰ کو) اس ذات کو لگے گا جو میرا خالق ہے، اس ذات کو لگے گا جو مجھے کھانا دیتا ہے، اس ذات کو لگے گا جس نے مجھے روزی دی ہے، اس ذات کو لگے گا جس کے ہاتھ میں میری عزت وذلت ہے، کفر کو نہیں لگے گا۔ان بتوں کو تو آپ نے اپنے ہاتھوں سے تراشا ہے۔

میرے ساتھ ارشاد خان کا بیٹا عثمان تھا، میں نے اس کو کہا کہ یہاں کسی سے کچھ باتیں

کرتے ہیں، اس کو دعوت دیتے ہیں اگر اللہ نے چاہا تو شاید کوئی مسلمان ہوجائے گا تو میں نے ایک لڑکے سے پوچھا کہ تم نے یہ سجدہ کس کو کیا ہے؟ اس بت کو؟ عثمان کو میں نے کہا تم میری ترجمانی کرو، یہ بت اپنے آپ سے مکھی تک کو نہیں ہٹا سکتا ہے، مچھر نہیں اڑا سکتا ہے تو تم سے درد کیسے ہٹا سکتا ہے؟ یہ اپنے آپ کو کوئی خیر نہیں پہنچا سکتا ہے تو تمہیں کیا خیر پہنچائے گا تو جس چیز کو آپ لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے تراشا ہے اور اس کی ناک، کان اور آنکھیں بنائی ہیں، اس کے سامنے سجدے کرتے ہو، رام رام کرتے ہو اور اس سے مدد مانگتے ہو۔ تم تو اس سے اچھے ہاتھ پیر ہلا سکتے ہو، تم تو اپنے آپ سے مچھر اور مکھی کو اڑا سکتے ہو، وہ تو اپنے آپ سے مچھر کو بھی نہیں ہٹا سکتا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم ان کو سجدہ کرتے ہو ان سے مانگتے ہو یہ کیا کررہے ہو آپ؟ تو میں نے اس کو نصیحت کرنا شروع کردی، اللہ ایک ہے اور خالق ہے، وہ ذات جس کو کسی نے پیدا نہیں کیا اور مخلوق کو اس نے پیدا کیا ہے، ان کو تو آپ نے اپنے ہاتھوں سے تراشا ہے، وہ ذات خیر و شر کا خالق ہے، آدھی رات کو بھی میں اس ذات کو آواز دیتا ہوں وہ میرے پاس پہنچ جاتا ہے۔ وہ ذات جب مجھ پر کوئی تکلیف آجائے یا مصیبت آجائے اور میں اس ذات کو آواز دوں یا پکاروں تو آ کر مجھ سے وہ مصیبت یا تکلیف ہٹا دیتا ہے، اس کے پاس یہ طاقت ہے تو خیر وہ میری بات سمجھ گیا، میں نے اس کو کہا کہ کوئی بات نہیں آپ اسلام کا مطالعہ کرلیں، قریب تھا کہ وہ مسلمان ہوجاتا اور اس نے میری بات غور سے سنی اور اس کے دل پر اثر بھی کررہی تھی تو اس کا دوسرا ساتھی سمجھ گیا کہ لڑکا تو مسلمان ہونے والا ہے تو اس نے اس کو آواز دی کہ یہاں آجاؤ، میں نے اس کو کہا اس کو ذرا چھوڑ دو لیکن وہ نہیں رکا اور چلا گیا، یہ لوگ لگے ہوئے ہیں بتوں کی پوجا کررہے ہیں تو ایمان کا مزہ یہاں آپ کو معلوم ہوگا۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دل نے جو درد محسوس کیا تھا، مکہ کے مشرکین کو جو تقاریر کی ہے اور کہا ہے یایھاالناس! قولوا لا الہ الا اللّٰہ کہ یہ کلمہ پڑھ لو کہ معبود برحق صرف اللہ ہے، اللہ کا شریک نہیں، یہی ہمارا ایمان ہے، سب کہو الحمد اللّٰہ شکر الحمد۔ اگر میں روزہ رکھتا ہوں تو اسی ذات کے لئے رکھتا ہوں، اگر میں حج کرتا ہوں تو اسی ذات کے لیے کرتا ہوں، اگر میں عمرہ کرتا ہوں تو اسی ذات کیلئے کرتا ہوں، اگر میں اور آپ صدقہ اور خیرات کرتے ہیں تو وہ ہم اُسی ذات کے لیے کرتے ہیں، اگر میں جھکتا ہوں، رکوع کرتا ہوں تو اسی ذات کے لیے کرتا ہوں کسی اور کے لیے نہیں کرتا اور اگر میں سر زمین پر لگا تا ہوں رات کے اندھیروں میں اور دن کی روشنیوں میں اور رو رو کر اگر میں کسی کو پکارتا ہوں تو وہ یہی ذات ہے، کوئی دوسری ذات نہیں، یہ میرا خالق، مالک، میرا رب ہے اور مجھ پر مہربان ہے، بہت زیادہ مہربان تو وہاں آپ ایمان کے مزے کو سمجھیں گے۔

میرے بھائیو! میں جاپان میں بسنے والے مسلمانوں سے کہتا ہوں اے اللہ کے بندو! آپ اگر غلطی کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ یہ مسلمان ہے، اسلام اس کی وجہ سے بدنام ہوتا ہے اور دوسرا اپنا ملک آپ کی وجہ سے بدنام ہوتا ہے، یہ وہ پاکستانی ہے اور اس طرح کا غلط کام کر رہا ہے، میرا ملک پاکستان جو بہت پیارا ملک ہے، میرے ملک سے دوسرا پیارا ملک کوئی نہیں۔ پاکستان میں پینے کا پانی وافر مقدار میں ہے جبکہ جاپان بہت بڑا ترقی یافتہ ملک ہے لیکن وہاں کا پانی کڑوا ہے اور اس طرح فصل بھی وہاں نہیں ہوتی جو یہاں ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو آب و ہوا دی ہے،، باچا خان کو اللہ بخشے اس سیدو کی مسجد میں تقریر کر رہے تھے میں نے اُن سے سنا ہے، انہوں نے تو پوری دنیا دیکھی تھی تو انہوں نے کہا کہ ہمارے ملک جیسا خوبصورت، مالا مال اور مالدار ملک دوسرا نہیں ہے، اس وقت انہوں نے یہ کہا تھا کہ دنیا اس پر لگی ہوئی ہے اور یہ ملک خالی نہیں ہو رہا، یہ ملک سب کچھ سے بھرا ہوا ہے، اب ملک خالی ہو گیا ہے، ہر کوئی آ رہا ہے اور ملک کو لوٹ رہا ہے اس ملک کو انہوں نے تباہ و برباد کر دیا ہے، ان غریبوں کے بارے میں نہیں سوچتے، لیکن ہمارا اللہ ہے، ہمارا رب ہے، ہمیں روزی بھی وہ دے گا، عزت بھی وہ دے گا، ہم اللہ سے آس لگائیں گے ان موجودہ بتوں سے نہیں۔

بہرکیف میرے بھائیو! ایک تو آپ کی غلطی کی وجہ سے آپ کا ملک بدنام ہوتا ہے وہ یہ نہیں کہتے کہ بشیر جان نے یہ کام کیا ہے، تم مسلمان ہو اور تم نے یہ کام کیا ہے؟ یہ نہیں کہیں گے کہ بشیر جان نے دھوکہ دیا ہے بلکہ کہیں گے کہ تم مسلمان ہو اور تم نے دھوکہ دیا ہے اور تم پاکستانی ہو تو اسلام اور ملک آپ کی وجہ سے بدنام ہوتا ہے، ملک اور اسلام کی خاطر آپ نے یہاں بہت محتاط وقت گزارنا ہے، پھر نماز کے بعد ہمارے دوست حاجی بشیر صاحب ہیں، تشریف لائے وہ پولیس والے ہیں، ان میں ایک بڑا آفیسر ہے، ساتھیوں نے کہا کہ وہ آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں تو ان کو اندر آنے کی اجازت دیں، میں نے کہا ہاں لے آؤ، تو وہ اندر آئے اور بہت عزت کیساتھ میرے سامنے کھڑے ہو گئے۔ سر نیچے جھکائے ہوئے کہہ رہے تھے کہ یہ گاڑیاں سڑک پر کھڑی ہو گئیں تھیں تو یہ جلدی آ گئے۔ یہ کیا وجہ ہے کہ روڈ پر گاڑیاں کھڑی ہیں؟ جب پتہ چلا کہ یہ مہمان آئے ہیں اور ان کی تقریر کے لئے یہ سب لوگ جمع ہیں، یہ اتنی دنیا کیوں آئی ہے پھر انہوں نے میرا بہت بڑا اکرام اور عزت کی، انہوں نے مجھے بتایا کہ جمعہ کے دن یہاں مجمع زیادہ ہوتا ہے، تو ہم دو پولیس والوں کی یہاں ڈیوٹی لگاتے ہیں، گیارہ یا بارہ بجے آ جاتے ہیں تاکہ یہاں کوئی حادثہ پیش نہ آ جائے اور جمعہ کی نماز کے بعد چلے جاتے ہیں، انہوں نے مجھے بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا۔

مغرب کو پھر اسی مسجد میں میرا بیان تھا کہ اب مغرب میں مستورات کو آپ بیان فرمائیں گے،

انہوں نے کہا کہ یہاں مضافات میں جتنی پٹھان مستورات ہیں ان سب کو اکھٹا کرتے ہیں کہ آپ ان کو اصلاحی تقریر کریں، میں نے کہا بہت بہتر تو ایک گھر میں تمام عورتوں کو جمع کیا گیا اور مرد بھی اکھٹے ہوگئے پھر مجھے کہا کہ بیان پشتو میں کرنا ہے کیونکہ یہ عورتیں اردو نہیں سمجھتیں، یہ ہمارے مہمند اور دوسری قوموں کی عورتیں ہیں، وہاں اردو والوں نے کہا ہم پشتو نہیں سمجھتے ،تو ان کے لیے ترجمان بٹھایا گیا، پھر میں نے وہاں عورتوں کو حیا کے موضوع پر بیان کیا اور مردوں سے بھی کہا کہ ان عورتوں کا خیال رکھیں کہ یہ بیچاری عورتیں اپنا ملک چھوڑ کر آپ کیساتھ یہاں آئی ہیں، اپنا گھر اور ملک چھوڑ کر ایک چار دیواری میں بند ہیں، ان کی قدر کریں،عزت کریں، میں نے عورتوں کے متعلق بیان کیا تو کہنے لگے کہ عورتوں کو آپ نے ہم پر حاوی کر دیا ہے تو میں نے کہا نہیں! میں نے کہا کوئی بات نہیں، ان کیساتھ تھوڑا گزارہ کیا کرو۔

میرے بھائیو! آخری ایک بات کرتا ہوں باقی باتیں پر اگلے جمعہ کو کروں گا، ہر مسجد کی اپنی کمیٹی ہوتی ہے وہاں وہ کمیٹی اس مسجد کا خیال رکھتی ہے اور یہی کمیٹی پھر مسجد کے امام کی تنخواہ کا خیال بھی رکھتی ہے اور تنخواہ بھی بڑی ہوتی ہے، آپ لوگ کتنی دیتے ہیں دو ہزار ،تین ہزار، یہ ہمارے اماموں کی تنخواہ ہے، وہاں پر پاکستانی اسی ہزار ہزار سے لیکر ایک لاکھ پچاس ہزار تک تنخواہیں ہیں، امام کی گاڑی ہے، مکان ہے، کمرہ ہے، مسجد میں اور امام کا کوئی خاص کام بھی نہیں ہوتا اور علماء کی قدر اور عزت بھی وہاں ہے اور یہ سب کچھ کمیٹی کرتی ہے، بس پانچ وقت اپنی جماعت پڑھانا ہے اور جمعہ کی نماز پڑھانی ہے اور بچے جو اس کے پاس آتے ہیں ان کو سبق پڑھاتا ہے اور وہاں پر علماء کی بہت قدر وعزت ہے ۔اس مسجد کی کمیٹی کے کرتا دھرتا میرے بھائی حاجی بشیر صاحب تھے وہ اس کمیٹی کے ممبر تھے اور اس طرح اور حضرات منان حاجی صاحب اور دوسرے ساتھی سب لگے ہوئے تھے اور بہت سوچ وفکر سے مسجد کی خدمت کر رہے تھے، اور ایک بات اور ہے وہاں پر کہ مسجد کو وہاں پر رجسٹرڈ کیا جاتا ہے، یہ حکومت کیساتھ یا وہاں ایک ٹرسٹ ہے دار السلام کے نام سے، تبلیغ والے حضرات کا ہے وہ بھی بڑی خدمت کرتے ہیں، اس ٹرسٹ کیساتھ بھی بہت زیادہ مساجد رجسٹرڈ ہیں تو اب کام تھوڑا آسان ہوگیا ہے، دار السلام ٹرسٹ ایک ادارہ ہے، تبلیغ والے حضرات اگر مسجد بنانا چاہتے ہیں تو حکومت کو کہنے کی ضرورت نہیں، بس ٹرسٹ کو ایک درخواست دے دیں کہ میں مسجد بنانا چاہتا ہوں، وہ خود آ جائیں گے اور آپ سے کوائف وغیرہ لے لیں گے اور حکومت جانے اور وہ جانے، اس دار السلام ٹرسٹ کے کچھ بڑے بھی آئے اور مجھ سے ملاقات کی، ان میں مشہور ہمارے دوست محمود دیدار صاحب تھے، یہ دار السلام ٹرسٹ کے چیئرمین تھے، بنگالی تھے،انہوں نے میرے ساتھ باتیں کیں اور پھر ارشاد صاحب کے ہاں میرے ساتھ کھانا کھانے بھی گئے، اس ٹرسٹ کے جو اصلی بڑے ہیں وہ محمود احمد صاحب ہے، اس ٹرسٹ کی اپنی کمیٹی ہے جو بہت بڑی ہے، خدمت کرتے ہیں (جاری ہے)

مولانا مفتی سید انور شاہ
مدرس جامعہ بیت السلام کراچی

اچھے اور برے ناموں کے اثرات کی شرعی حیثیت

اسلام وہ دینِ فطرت ہے جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں سے متعلق رہنمائی فراہم کرتا ہے۔اس میں زندگی کے ہر شعبہ اور گوشہ کے متعلق احکامات اور ہدایات موجود ہیں۔جن میں نقص و کمی، دشواری و تنگی اور ظلم و زیادتی نام کی کوئی چیز نہیں۔اس کی پاکیزہ تعلیمات ایسی جامع، مکمل اور مفید ہیں کہ ہر ایک کے لئے، ہر جگہ، ہر زمانے اور ہر حالت میں قابل عمل اور دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔ایک سچے مسلمان کا یہ شیوہ ہونا چاہیے کہ وہ اپنی زندگی کے تمام مراحل اور امور میں اسلام کا صحیح معنوں میں متبع اور پیروکار بننے کی کوشش کرے۔نو مولود بچوں کے لئے عمدہ، دلکش اور بامعنی نام،جس سے اسلامی تشخص جھلکتا ہو تجویز کرنے، مہمل، بے معنی، غلط اور برے معانی کے حامل نام سے احتراز کرنے کے متعلق شریعت کے مفصل احکام و ہدایات موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کی نظر میں یہ موضوع انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ جسے نظر انداز کرنے کی ہرگز گنجائش نہیں۔ یوں تو ناموں کا موضوع دوسرے مذاہب اور دیگر اقوامِ عالم میں بھی اہمیت کا حامل رہا ہے،لیکن شریعت نے جس باریک بینی سے اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے اور اس کے متعلق مکمل رہنمائی فرمائی ہے۔دنیا کیکسی بھی دوسرے مذہب میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

نوزائیدہ بچے کیلئے باپ کی طرف سے سب سے پہلا اور بہترین تحفہ (گفٹ)

نام انسان کے تعارف کا ذریعہ ہے، اسی کے ذریعے وہ مخاطب کیا جاتا ہے، اسی سے انسان کی معاشرہ میں شناخت ہوتی ہے۔بغیر نام کے اس کی شناخت اور پہچان دشوار ہے، اسلئے ہر زمانے میں اور ہر قوم میں نام کا رواج رہا ہے۔ نام بچے کے لئے زیب و زینت کا سامان ہے۔ اچھے، بامعنی اور دلکش نام سے دل میں اس کی عظمت قائم ہوتی ہے، جبکہ برے نام طبیعت پر گراں گزرتے ہیں، جس کا اثر بعض اوقات اس نام والے کو بھدّا بنا دیتا ہے۔ نام باپ اور سر پرست کی طرف سے وہ قیمتی تحفہ ہے جو انسان کے ساتھ دنیا و آخرت میں ہمیشہ لگا رہتا ہے، کہیں جدا نہیں ہوتا، جس طرح آدمی نام سے دنیا میں جانا پہچانا جاتا ہے، ویسے ہی آخرت میں بھی اس کی شناخت اسی سے ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ

شریعتِ مطہرہ نے مسلمانوں کو اپنے بچوں کیلئے اچھا، دلکش اور بامعنی نام رکھنے کا حکم دیا اور اسکو والدین پر اولاد کا حق قرار دیا، اور جن ناموں کے معانی اچھے نہیں ان کو رکھنے سے منع کیا، بہر حال! بچوں کے والدین پر جو حقوق عائد ہوتے ہیں ان میں ایک اہم ترین حق یہ ہے کہ بچہ کا اچھا نام رکھا جائے۔

خوبصورت، اور دلکش نام کا انتخاب اور برے ناموں سے اجتناب احادیث کی روشنی

آیئے! بچوں کے اچھے، بامعنی اور دلکش نام تجویز کرنے ،مہمل، بے معنی اور برے ناموں سے احتراز کرنے کے سلسلے میں چند احادیث طیبہ بھی ملاحظ فرمائیں: حضرت ابن عباسؓ اور ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ باپ پر بچے کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ اس کا اچھا اور عمدہ نام رکھے اور اس کو حسنِ ادب سے آراستہ کرے۔(شعب الایمان::۸۵۶۸)ایک حدیث میں جناب نبی کریمؐ نے اچھا نام باپ کی جانب سے پہلا اور بہترین تحفہ (گفٹ) قرار دیتے ہوئے فرمایا: ''اوّل ماینحل الرجل ولده اسمه فليحسن اسمه'' آدمی اپنے بچے کوسب پہلا تحفہ نام کا دیتاہے،اسلئے بچے کا اچھا نام رکھنا چاہیئے (جمع الجوامع: :۵/۷۸۸)قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے باپ، داد کے ناموں سے پکارے جاؤ گے لہٰذا اچھے نام رکھا کرو۔ (ابوداؤد:٤/٧٨٢/باب فی تغییرالاسماء)

وفی تحفة المودود: الفصل الثانی فيما يستحب من الأسماء وما يكره منها عن أبی الدرداء قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنكم تدعون يوم القيامة بأسمائكم وبأسماء آبائكم فأحسنوا أسمائكم رواه أبو داود بإسناد حسن وعن ابن عمر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن أحب أسمائكم إلى الله عز وجل عبد الله وعبد الرحمن رواه مسلم فی صحيحه (تحفةالمودودباحكام المولود:١١/ الفصل الثانی فيما يستحب من الأسماء وما يكره منها)

مذکورہ بالا احادیث طیبہ سے معلوم ہوا کہ:

(۱) باپ پر بچے کا ایک بنیادی اور اہم حق یہ بھی ہے کہ اس کے لئے اچھے سے اچھا نام تجویز کرے؛ لہٰذا باپ کو چاہیئے کہ بچے کے اس حق میں کوتاہی اور غفلت سے کام نہ لے۔

(۲) نوزائیدہ بچے کے لئے سب سے پہلا اور بہترین تحفہ جو باپ اسے دے سکتا ہے وہ اچھا نام ہے؛ لہٰذا خوب سے خوب تر تحفہ دینے کی کوشش کرے۔(۳) قیامت کے دن اپنے اور باپ کے نام سے پکارا جائیگا کہ فلاں آدمی جو فلاں کا بیٹا ہے۔اب ظاہر ہے کہ میدانِ حشر میں اگر کوئی برے نام سے پکارا گیا تو اس بھرے مجمع میں بڑی خفت اور سبکی ہوگی۔اس لئے وہ دن آنے سے پہلے توجہ دی جائے

اور خود یا کسی اللہ والے عالم سے اچھا نام منتخب کر لیا جائے۔

یاد رکھئے! نام رکھنے کا مقصد محض تعارف اور پہچان نہیں بلکہ درحقیقت مذہب کی شناخت اس سے وابستہ ہے۔فکر وعقیدہ کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے؛ اس لئے اس سلسلے میں احادیث طیبہ میں خصوصی ہدایات دی گئیں ہیں۔ اچھے، دلکش اور بامعنی ناموں کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے اور ایسے ناموں سے منع کیا گیا ہے جو برے معانی کے حامل ہو۔

ناموں کے متعلق پیغمبر اسلامؐ کی اصلاحات اور زمانہ جاہلیت کا نظریہ

وحی کی رہنمائی سے محرومی اور عمرو بن لحیٔ جیسے کج فکر لوگوں کی سربراہی نے عرب قوم کو دینِ ابراھیمی سے بہت دور دھکیل دیا تھااور ان میں شرک، بت پرستی اور طرح طرح کی گمراہیاں عام ہو گئی۔ان کی اخلاقی حالت یہ تھی کہ بات بات پر لڑنا، جھگڑنا اور تلواریں سونت کر ایک دوسرے پر پل پڑنا۔ ذرا سے اختلاف پر بڑی بڑی جنگیں شروع ہو جاتیں جو نسل در نسل چلتی رہتیں۔غرور وتکبر کا یہ عالم تھا کہ راستے میں بھی کسی شخص کو اپنے آگے چلنے کو گوارا نہیں کرتے بلکہ اس کو اپنی توہین تصور کرتے۔غرض عرب معاشرہ شرک و بت پرستی اور نخوت وتکبر جیسے عیوب سے آلودہ ہو چکا تھا۔ ان عیوب کا اثر ان کے ناموں پر بھی پڑ گیا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے لئے یا تو ایسےنام رکھنا پسند کرتے تھے،جن میں شرک و بت پرستی کا معنی موجود ہوتا، یا ایسے نام اختیار کرتے تھے جن میں جرأت، بہادری، تکبر و غرور اور بڑائی کا معنی موجود ہوتا۔تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ ابوالرقیش اعرابی سے کسی نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ تم لوگ اپنی اولاد کے لئے کلب (کتا)، ذئب (بھڑیا) جیسے برے نام تجویز کرتے ہو، جبکہ اپنے غلاموں کیلئے مرزوق (رزق دیا ہوا)، رباح (نفع پانے والا) جیسے عمدہ اور اچھے نام رکھتے ہو؟ ابوالرقیش اعرابی نے جواب میں کہا: بیٹوں کے نام دشمنوں کیلئے اور غلاموں کے نام اپنے لئے رکھتے ہیں، یعنی غلام تو اپنی خدمت اور فائدہ حاصل کرنے کیلئے رکھے جاتے ہیں؛ اسلئے انکے یہ نام رکھے گئے۔اور اولاد چونکہ دشمنوں کے خلاف سینہ سپر ہو کر جنگ کرتی ہے اسلئے ان کیلئے یہ نام تجویز کئے گئے، تا کہ ان کے نام سنتے ہی دشمن مرعوب ہو جائے۔(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ۲/۱)

بہرحال! عرب معاشرہ میں شرکیہ نام اور دیگر برے معانی پر مشتمل نام رائج ہو چکے تھے، چنانچہ عبدالعزیٰ (عزیٰ بت کا بندہ)، عبد الکعبہ (کعبہ کا بندہ)، عبد الشّمس (سورج کا بندہ)، غراب (کوا)، عاص (گنہگار) جیسے برے نام ان میں عام ہو چکے تھے، اپنی بہادری اور بڑائی جتانے کے لئے بعض اوقات وہ جنگلی درندوں کے نام بھی رکھ دیتے تھے، مثلا: لیث (شیر)، اسد (شیر)،

ذئب (بھڑیا) وغیرہ۔ اسلام جو توحید اور امن وسلامتی کا دین ہے۔تکبر ونخوت جیسے برے اوصاف سے بیزار ہے۔ اس لئے اس سلسلے میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول یہ تھا کہ جب ان میں سے کوئی اسلام قبول کرتا اور اس کا نام قابلِ اصلاح ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت اہتمام سے اس کے نام کی اصلاح فرماتے تھے۔ چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: أن النبی صلی الله علیه وسلم کان یغیر الاسم القبیح یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم برے ناموں کو اچھے ناموں سے بدلتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک وفد حاضر ہوا، اس وفد میں ایک صاحب کا نام ''اصرم'' تھا۔آپ نے اسی آدمی سے پوچھا تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا ''اصرم''۔آپ نے فرمایا: نہیں! بلکہ تم ''زرعہ'' ہو۔ (ابوداؤد باب فی تغییرالاسم القبیح)

اصرم کا معنی ہے کاٹنے والا، قطع کلام وتعلق کرنیوالا، جو کہ ایک منفی اور غلط معنی ہے، زرعہ کا معنی کھیتی یا بیج کے ہے، یعنی دوسرے کو نفع پہچانے والا جو ایک اچھا اور مثبت معنی ہے۔اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکی کا نام جمیلہ رکھ دیا۔جس کا پہلا نام عاصیہ (گناہگار) تھا۔غزوہ حنین کے موقع پر آپ نے ایک شخص سے پوچھا: آپ کا کیا نام ہے؟ اس نے کہا: غراب۔(غراب کوے کو کہتے ہیں) آپؐ نے فرمایا: آج سے تم غراب نہیں، بلکہ مسلم ہو۔(الادب المفرد:باب ۱/ ۴۲۸)

ان چند مثالوں پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ کتبِ احادیث میں ان جیسی بہت سی مثالیں ہیں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں ناموں کی غیر معمولی اہمیت تھی، جو نام قابلِ اصلاح ہوتا آپ نہایت اہتمام سے اس کی اصلاح فرماتے تھے۔

شخصیت پر اچھے اور برے نام کے اثرات

یوں تو دیکھنے میں نام رکھنا ایک چھوٹی سی بات معلوم ہوتی ہے بلکہ بعض لوگ تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ ''نام میں کیا رکھا ہے'' حالانکہ یہ انتہائی غلط بات ہے، حقیقت یہ ہے کہ بچوں کی شخصیت اور کردار پر اچھے نام کے اچھے اثرات پڑتے ہیں جبکہ برے نام کے ممکنہ برے اثرات مرتب ہو سکتے ہیں، اس لئے شریعت نے معنی ومفہوم کے اعتبار سے اچھا نام رکھنے کا حکم دیا تاکہ بچے کی زندگی کی شروعات کی پہلی اینٹ درست طور پر رکھی جائے۔مشہور محدث اور فقیہ ملاعلی قاریؒ مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں''اپنی اولاد اور خادم وغیرہ کے لئے اچھے نام کا انتخاب کرنا سنت ہے، کیونکہ بسا اوقات برا نام تقدیر کے موافق ہو جاتا ہے، مثال کے طور پر اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کا نام خسار (جس کے معنی گھاٹے اور نقصان کے ہے) رکھے تو ہوسکتا ہے کہ کسی موقع پر خود وہ شخص یا اس کا بیٹا تقدیر الٰہی کے

تحت خسارہ میں مبتلا ہو جائے اور اس کے نتیجے میں لوگ یہ سمجھنے لگے، کہ اس کا خسارہ اور نقصان میں مبتلا ہونا نام کی وجہ سے ہے اور بات یہاں تک پہنچ جائے کہ لوگ اس کو منحوس جاننے لگیں اور اس کی ہم نشینی سے احتراز کرنے لگ جائیں۔(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح)

حضرت فاروق اعظمؓ کے متعلق منقول ہے کہ وہ صحابہ کرام کو باقاعدہ ہدایت فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کے پاس ایسے آدمیوں کو قاصد بنا کر بھیجا کرو، جو خوبصورت اور اچھے نام والے ہوں۔ علماء لکھتے ہیں: اس کا سبب نفسیاتی تھا، اچھے نام اور اچھی صورت کا مخاطب پر اچھا اثر پڑتا ہے۔(احیاء علوم الدین:۱۰۶/۴/ بیان حقیقۃ النعمۃ) لہٰذا جس طرح والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کی نگہداشت و حفاظت کریں، ان کی نشونما اور بہترین تعلیم و تربیت کی فکر کریں وہیں یہ بھی ضروری ہے کہ والدین بچوں کے لئے اچھے نام تجویز کریں۔

غرض انسان کی شخصیت پر نام کا اثر پڑتا ہے۔ اچھے ناموں کے اچھے اور برے ناموں کے برے اثرات ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک روایت میں یہ واقعہ منقول ہے: حضرت عبدالحمید ابن جبیرؓ کہتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت سعید ابن المسیبؓ کی خدمت میں حاضر تھا۔انہوں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی، کہ میرے دادا جن کا نام حزن تھا۔ وہ ایک مرتبہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تمہارا کیا نام ہے؟ انہوں نے کہا میرا نام حزن (جس کا مطلب ہے سخت اور دشوار گزار زمین) ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حزن کوئی اچھا نام نہیں ہے، لہٰذا میں تمہارا نام تبدیل کر کے حزن کے بجائے سہل رکھ لیتا ہوں۔(سہل کا معنی ہے کہ نرم اور ہموار زمین جہاں انسان کو آرام ملے) اس پر میرے دادا نے کہا کہ میرے باپ نے میرے لئے جو نام رکھا ہے۔ میں اس کو تبدیل نہیں کر سکتا۔ حضرت سعید ابن المسیبؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد سے ہمارے خاندان میں ہمیشہ سختی رہی۔ (بخاری: ۴۱۹/۲/فی الادب: باب اسم الحزن) (وکذافی سنن ابی داؤد: ۷۷۶/۲ /باب فی تغییر الاسم القبیح)

نام کے اثر انداز ہونے کے متعلق ایک عجیب واقعہ

اس سلسلے میں حضرت فاروق اعظمؓ کا یہ عجیب و غریب واقعہ بھی ملاحظہ فرمالیں: حضرت فاروق اعظمؓ کی خدمت میں ایک انجان شخص حاضر ہوا، سلام و دعا اور خیر و خبر کے بعد حضرت فاروق اعظمؓ نے اس شخص سے پوچھا تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا جمرہ (انگارہ)، دریافت کیا کس کے بیٹے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ شہاب (آگ کا شعلہ)، پوچھا کہ کس قبیلہ سے تعلق ہے؟ اس شخص نے کہا

حرقۃ (سوخت شدہ، جلا شدہ بستی) سے، آپ نے سوال کیا، آپ کی رہائش کہاں ہے؟ جواب دیا حرۃ النار (آگ کی سرزمین)، آپ نے پھر سوال کیا، کونسی جگہ میں؟ اس آدمی نے کہا: ذات لظی (آگ کے شعلوں سے بھڑکنے والا ٹیلہ) میں، یہ سن کر فاروق اعظمؓ نے فرمایا: جلدی اپنے گھر والوں کی خبر لو! وہ سب آگ میں جل کر راکھ کا ڈھیر ہو گئے ہیں۔ جب اس نے جاکر دیکھا تو ویسے ہی پایا، جیسا کہ فاروق اعظمؓ نے فرمایا تھا۔ (الموطاللامام مالك: ۲/۳۷۹)

ان دونوں واقعات میں آپ نے دیکھا کہ برے ناموں نے کیسا برا اثر کر کے دکھایا، پہلے واقعہ میں برے نام کی وجہ سے پورے خاندان میں سختی باقی رہی جبکہ دوسرے واقعہ میں برے ناموں کی نحوست سے پورا گھرانا جل کر خاکستر ہو گیا۔ کتبِ احادیث میں اس جیسے اور بھی بہت سارے واقعات منقول ہیں۔ جن کو طوالت کے خوف سے ترک کیا جاتا ہے، علامہ ابن القیم جوزیہؒ نے اپنی کتاب تحفۃ المودود باحکام المولود اور حافظ علامہ ابن حجر العسقلانیؒ نے الاصابہ فی تمیز الصحابہ میں اس قسم کے کئی واقعات ذکر کیے ہیں۔ باذوق حضرات وہاں دیکھ سکتے ہیں۔

نام کا اثر اور جدید سائنس

شخصیت پر اچھے اور برے ناموں کے اثرات پڑنے کو جدید سائنس نے بھی تسلیم کیا ہے، چنانچہ سنتِ نبوی اور جدید سائنس کے مؤلف جناب محمد طارق محمود چغتائی صاب لکھتے ہیں ''جدید سائنس نے اچھے ناموں کو پسند کیا ہے۔ ان کی پسند دراصل ناموں کے الفاظ اور پھر ان کیا ثرات کی وجہ سے ہے۔ پیراسائیکالوجی کے ماہر پروفیسر پیرل ماسٹر نے اپنی حالیہ تحقیق میں انکشاف کیا ہے کہ نام زندگی پر اثرانداز ہوتے ہیں، حتی کہ نام کے الفاظ کا ترجمہ بھی اپنے فوائد اور اثرات بدل دیتا ہے۔'' (سنت نبوی اور جدید سائنس ۱/۳۰۳) ناموں کی نفسیات پر تحقیق کرنے والے یونیورسٹی آف ایریزونا کے ماہر نفسیات ڈیوڈ زو کہتے ہیں کہ آپ کا نام، آپ کی شناخت سب سے اہم عنصر ہے اور اسی کی مدد سے لوگ آپ سے بات کرتے ہیں تو دوسروں کے ذہنوں میں آپ کی شبیہ بھی اسی کی وجہ سے بنتی ہے۔ (بی بی سی نیوز: ۲۵ جولائی ۲۰۲۱)

کچھ عرصہ پہلے میں نے ایک اخبار میں پڑھا کہ حال ہی میں سائنسی ماہرین نے ایک تحقیق پیش کی ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ انسانی شخصیت اور ناموں کے درمیان تعلق محض انہیں ایک انفرادی پہچان دینے کی حد تک نہیں ہے بلکہ اس اثرات زندگی بھر انسانی شخصیت پر مختلف انداز میں جاری رہتے ہیں۔ اس تحقیق کے لئے ماہرین نے امریکہ اور کینیڈا میں سوشل سیکورٹی کا ریکارڈ جانچ

اندازے قائم کئے اور پھر اس مقصد کے لئے لوگوں کے نام، ان کی جائے پیدائش یا جائے رہائش، پیشہ اور دیگر عوامل کے بیچ ممکنہ تعلقات کو جاننے کی کوشش کی گئی۔ ماہرین نے اس مشاہدے میں یہ بھی دعوی کیا کہ بہت سے لوگ ایسے پیشوں کا انتخاب بھی کرتے ہوئے پائے گئے، جن کا تعلق ان کے نام سے کسی حد تک قائم کیا جا سکتا ہے۔ مذکورہ بالا احادیثِ طیبہ، مستند واقعات اور سائنسی تحقیقات اور دیگر معتبر تفصیلات سے واضح ہوا کہ اچھے ناموں کے اچھے اور برے ناموں کے ممکنہ برے نتائج پڑ سکتے ہیں۔ اسلئے والدین کو چاہئے کہ اس معاملے کی اہمیت اور حساسیت کو جان کر اپنے بچوں کے لئے بامعنی، اچھے اور دلکش ناموں کا انتخاب کرے۔ یہاں اس بات کی بھی وضاحت کردوں کہ ناموں میں یہ اثر اللہ تعالی نے رکھا ہے، نام بذاتِ خود نہ کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔ اس لئے اس کو مؤثر بالذات سمجھنا ہرگز درست نہیں، نیز یہ بھی کوئی ضروری نہیں ہے کہ ہر ایک پر ضرور بالضرور نام کے اثرات مرتب ہی ہوں گے بلکہ ہوسکتا ہے کسی فرد پر نام کے اثرات مرتب نہ ہو لیکن عام طور پر ہوتا یہی ہے کہ نام کے ممکنہ اثرات انسان پر مرتب ہوتے ہیں۔

ناموں کے سلسلے میں ہماری کوتاہی غفلت

ناموں کے متعلق شریعت کی طرف سے اتنی زیادہ تاکید اور ترغیب وترہیب کے باوجود اس وقت مسلم معاشرہ غفلت، زبوں حالی اور جدت پسندی کا شکار ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات ہمارے ننھے منے، جان سے پیارے بچے بدقسمتی سے صحیح اسلامی ناموں سے محروم ہو جاتے ہیں۔

جدت پسندی کا بھوت

آج کل لوگوں کا یہ مزاج بنتا جا رہا ہے کہ بچوں کے ناموں میں جدت ہو۔ ایسا نام رکھا جائے جو پڑوس، محلّہ اور آس پاس کی آبادی اور اہل قرابت میں سے کسی کا نہ ہو، خواہ اس کا معنی اور مفہوم کچھ بھی نکلتا ہو۔ چنانچہ بعض اوقات جدت پسندی کے جنون میں لوگ ایسے نئے نئے نام تجویز کرتے ہیں جو یا بے معنی اور مہمل قسم کے ہوتے ہیں یا غلط معانی کے حامل ہوتے ہیں۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی صاحبؒ معارف القرآن میں رقمطراز ہیں: کچھ لوگ تو وہ ہیں جنہوں نے اسلامی نام ہی رکھنا چھوڑ دیا ہے، ان کی صورت وسیرت سے پہلے بھی ان کا مسلمان سمجھنا مشکل تھا، ان کے نام سے پتہ چل جاتا تھا، اب نئے انگریزی طرز کے نام رکھے جانے لگے۔ لڑکیوں کے نام خواتین اسلام کے طرز کے خلاف، خدیجہ، عائشہ اور فاطمہ کے بجائے نسیم، شمیم، شہناز، نجمہ پروین ہونے لگے۔ (معارف القرآن: ۴/ ۲۳۱)

قرآن کریم سے نام تجویز کرنے کی شرعی حیثیت اور دلچسپ واقعہ

بعض سادہ لوح ناواقف مسلمانوں میں یہ رجحان بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ قرآن کریم سے نام تجویز کرنے کو خیر و برکت کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔قطع نظر اس سے کہ اس کا معنی اور مطلب کیا ہے؟ آیا یہ نام مناسب بھی ہے یا نہیں؟ چنانچہ ایک مسجد کے نمازی نے اپنی بچی کا نام ''لِنتَ'' رکھا۔مسجد کے امام صاحب نے تبدیل کرنے کا کہا تو جواب ملا کہ بچی کی دادی کو دورانِ تلاوت یہ لفظ پسند آیا تھا، اس لئے رکھا ہے، لہٰذا دادی کی خوشی کی خاطر اس نام کو تبدیل نہیں کر سکتے۔حضرت مولانا مفتی مہربان علی بڑوتی صاحبؒ نے یہ واقعہ ذکر کیا ہے، کہ شہر مظفر نگر کے دیہات میں ایک عورت نے جو ذرا قرآن کریم پڑھنا جانتی تھی۔اس کے یہاں یکے بعد دیگرے تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔اس نے اپنے کو خواندہ سمجھتے ہوئے، بچیوں کے نام تجویز کرنے کے لئے قرآن کریم سے ''سورہ کوثر'' کا انتخاب کیا، چنانچہ بڑی بچی کا نام ''کوثر'' رکھا۔دوسری کا نام ''وانحر'' تجویز کیا اور تیسری کا نام ''ابتر'' مقرر کیا۔کوثر اور وانحر کے معنی تو بحیثیتِ نام کسی حد تک درست بھی ہیں، لیکن آخری لفظ ''ابتر'' کا معنی تو بالکل غلط ہے جو کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔(مسلمانوں کے نام اور ان کے احکام:۱/۳۱) ایسے لوگوں کو بطور اصلاح کچھ کہا جائے تو سمجھتے ہیں کہ قرآن کریم سے رکھے ہوئے ناموں کو تبدیل کرنا کون سے مسئلے کی بات ہے۔حالانکہ قرآن کریم سے نام تجویز کرنے کی بات علی الاطلاق درست نہیں ہے۔اسلئے کہ قرآن کریم میں حمار، کلب، خنزیر، بقرہ، فرعون، ہامان، قارون وغیرہ کے الفاظ بھی آئے ہیں تو ان کے طریقِ استدلال کے مطابق ان الفاظ کے ذریعے بھی نام رکھنا صحیح ہونا چاہئے۔

نام اچھا ہونے کا معیار غیر شرعی پروگراموں سے نام رکھنے کا حکم

لہٰذا نام کے اچھا یا برا ہونے کا معیار یہ نہیں کہ وہ نام پسند آجائے یا وہ قرآن کریم میں مذکور ہو، بلکہ اچھا ہونے کا معیار یہ ہے کہ شریعت کی نظر میں بھی وہ نام اچھا ہو۔اسی طرح بعض لوگ اسلامی ہدایات کے برخلاف ناول، افسانوں، فلموں، ڈراموں اور دیگر غیر شرعی پروگراموں سے نام اخذ کر کے رکھتے ہیں، حالانکہ وہ نام یا تو فرضی ہوتے ہیں یا سراسر غیر اسلامی، بلکہ بسا اوقات اس میں مذاہبِ باطلہ کی آمیزش ہوتی ہے جو انتہائی افسوس کن اور قابلِ اصلاح امر ہے۔

یاد رکھئے! نام کی حیثیت ایک قالب کی سی ہے جس میں انسان ڈھلتا ہے، نام کا انسان کی فطرت پر نفسانی اثر رہتا ہے۔اچھے نام والا آدمی اپنے نام کا اچھا اثر محسوس کرتا ہے، چنانچہ جب اس سے پکارا جاتا ہے تو وہ اپنے اندر ایک عجیب طرح کی کیفیت محسوس کرتا ہے۔اس کے برخلاف جس کا نام اچھا نہیں ہوتا وہ اپنے نفس کو جھنجھوڑتا رہتا ہے۔

مولانا محمد اسعد مدنی
مدرس جامعہ تحسین القرآن، نوشہرہ

اکابر کے علوم ومعارف کے ترجمان
حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ صاحب قدس سرہ

قحط الرجال کے دور میں بالآخر ہمارے محبوب بزرگ حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ صاحب قدس سرہ بھی رحلت فرما گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) چند ماہ قبل آپ جامعہ تحسین القرآن نوشہرہ تشریف لائے تھے اور اپنے قابلِ فخر صاحب زادے مولانا قاری عطاء اللہ شاہ صاحب کے مکان میں مقیم تھے۔ اس موقع پر آخری بار آپ کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی، اس وقت دل نے گواہی دی کہ یہ ٹمٹماتا ہوا چراغ اب زیادہ عرصہ اپنی روشنیوں سے عالم کو فیض یاب نہیں کر سکے گا۔ اسی وقت سے آپ کی صحت کے حوالے سے دل بے چین تھا اور اس کے چند ہی ماہ بعد آپ کی وفات کی خبر قلب وجگر پر صاعقہ بن کر گری۔ حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ صاحب قدس سرہ کی ذات کئی حوالوں سے ہمارے لیے نمونہ تھی۔ آپ قرآنِ کریم کے خوش الحان قاری، درویش عالم، کامیاب خطیب، مشفق اتالیق، جمعیت علمائے اسلام کے پرجوش داعی، اکابرِ دیوبند کے عاشق، کتابوں کے رسیا اور سب سے بڑھ کر ایک عظیم انسان تھے۔ آپ کی شخصیت کا ہر ہر وصف اس قابل ہے کہ اس پر طویل گفتگو کی جائے لیکن بندہ آپ کی شخصیت کے چار اوصاف کا بطورِ خاص ذکر کرنا چاہتا ہے، اتفاق سے یہی اوصاف ہیں جن کی کمی آج کل ہم جیسے طلبہ کے اندر بڑی شدت سے محسوس ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ان اوصاف سے مزین فرمائیں۔

آپ کا سب سے نمایاں وصف اکابر کے ساتھ عشق تھا، آپ کی مجلسیں اکابر کے ذکرِ خیر سے معمور ہوتیں، آپ کی ہر تقریر اکابر کے ذکر سے شروع ہوتی اور اکابر کے ذکر پر ختم ہوتی، خاص کر دار العلوم دیوبند، مظاہر العلوم سہارنپور اور ندوۃ العلماء لکھنو کے بزرگوں کے حالات و واقعات اور کارنامے اس والہانہ انداز سے سناتے کہ سامعین کے دل ان حضرات کی عقیدت ومحبت سے لبریز ہوجاتے، آپ کو بجا طور پر ''ترجمانِ علمائے دیوبند'' کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ آج کے دور کا ایک عظیم المیہ یہ ہے کہ طلبہ بلکہ علماء تک اپنے اکابر کے حالات سے ناواقف ہیں، یہی وجہ ہے کہ عملی زندگی میں طرح طرح کی مشکلات سے دوچار ہوتے اور قسم قسم کی بے راہ رویوں کے شکار ہوتے ہیں، حضرت قاری صاحب کا ایک عظیم کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے عہد کے علماء اور طلبہ کو اپنے اکابر کے حالات اور ان کی سیرت

وسوانح سے روشناس کرایا اور ان کے دلوں میں اکابر کی محبت اور عقیدت کی بیج بوئی۔

آپ کا دوسرا نمایاں وصف کتاب کے ساتھ عشق تھا۔آپ صحیح معنوں میں کتاب دوست اور کتاب شناس تھے۔کتابوں کی خریداری اور ان کا مطالعہ آپ کا محبوب مشغلہ تھا،کتابوں میں سوانحی ادب کی کتابوں کو خاص طور پر پسند کرتے تھے اور اس موضوع پر آپ کی نظر بڑی وسیع تھی، برِصغیر پاک وہند کے نامور اہلِ قلم اور نشریاتی اداروں کے ساتھ آپ کا قریبی رابطہ رہا،ممکن نہیں تھا کہ برصغیر کے کسی حصے میں کوئی اچھی کتاب شائع ہواور آپ کو علم نہ ہو،کتاب کے ساتھ آپ کی غیر معمولی محبت کو دیکھ کر بندہ نے بارہا یہ منظر دیکھا کہ حضرت مولانا سمیع الحق شہید قدس سرہ اور حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہم کی کوئی کتاب پریس سے چھپ کر آتی تو سب سے پہلے اس کا ایک نسخہ قاری صاحب کے نام روانہ کردیا جاتا بلکہ قاری صاحب کی بے تابی دیکھ کر بعض اوقات پریس ہی سے کتاب ان کو روانہ کردی جاتی ،کتاب کے ساتھ عشق کا یہ عالم تھا کہ طالب علمی کے زمانے میں کتابیں خریدنے کے لیے بعض اوقات اپنا لباس اور ضرورت کی اشیا تک بیچ ڈالیں،کتابوں کے حصول کے سلسلے میں آپ کے واقعات سلف کی یاد تازہ کرتے ہیں۔قاری صاحب کا ایک عظیم کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے نوجوان نسل کا کتاب کے ساتھ ٹوٹا ہوا رشتہ جوڑنے کی کوشش کی،آپ کی مجلسوں میں بیٹھ کر بے شمار لوگوں کے دلوں میں مطالعے کا شوق پیدا ہوا۔

آپ کا تیسرا نمایاں وصف دوسروں کی حوصلہ افزائی تھا،کسی کو علمی وتحقیقی سرگرمی میں مصروف دیکھ کر بہت خوش ہوتے اور دل کھول کر اس کی حوصلہ افزائی کرتے ، بہت سارے اہلِ قلم کو آپ کے اس وصف کا اعتراف کرتے دیکھا، بندہ کو بچپن میں جب کتابیں جمع کرنے کا شوق ہوا اور قاری صاحب کو پتہ چلا تو بہت زیادہ مسرور ہوئے اور دل کھول کر شاباش دی۔اس کے بعد جب بھی ہمارے ہاں تشریف لاتے ، اپنے ساتھ کوئی کتاب بطورِ تحفہ لاتے اور بندہ کے کتب خانہ کے بارے میں مختلف قسم کے سوالات کر کے اپنی دلچسپی کا اظہار کرتے ،اسی طرح جب بندہ کے مضامین مختلف رسالوں میں شائع ہونے لگے تو اس پر بھی قاری صاحب نے بہت خوشی کا اظہار فرمایا، جب بھی بندہ کا کوئی مضمون شائع ہوتا، بندہ کو فون کر کے شاباش دیتے اور دعاؤں سے نوازتے اور حضرت والد صاحب کو الگ سے فون کر کے مبارکباد دیتے ،برِصغیر پاک وہند میں کوئی اچھی کتاب شائع ہوتی تو فون کر کے اس کتاب کی خصوصیات بتاتے ،اس کے مصنف کا تعارف کراتے اور اس کتاب کو حاصل کرنے کی ترغیب دیتے۔

آپ کا چوتھا نمایاں وصف حبِ جاہ اور حبِ مال سے نفرت تھا، نام ونمود اور شہرت سے آپ کو طبعی نفرت تھی، ساری زندگی مختلف محاذوں پر دین کی خاموش خدمت میں گزاردی لیکن کبھی

آپ کے زبان سے اپنی خدمات اور قربانیوں کا ذکر نہیں سنا گیا۔ آپ نے بنیاد کے اس پتھر کا کردار ادا کیا جو نگاہوں سے اوجھل ہوتا ہے لیکن ساری عمارت اسی پر قائم ہوتی ہے۔ بندہ نے طالب علمی کے زمانے آپ کے ساتھ اپنی ایک ملاقات کی روداد لکھی تھی جو ماہنامہ ''القاسم'' میں ''ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں'' کے عنوان سے شائع ہوئی، چوں کہ یہ مضمون آپ کی تعریف وتوصیف پر مشتمل تھا، اس لیے آپ کی طرف سے نہ فون آیا نہ حوصلہ افزائی ہوئی۔ حبِ جاہ کی طرح آپ کا دل حبِ مال کی نحوست سے بھی بالکل پاک تھا۔ ساری زندگی فقر ومسکنت میں گزاری۔ غربت کی وجہ سے آپ پر بڑے صبر آزما حالات آئے لیکن نہ کبھی پائے استقامت میں لغزش پیدا نہ ہوئی، نہ زبان پر حرفِ شکایت آیا۔ دو بار سینٹ آف پاکستان کے رکن منتخب ہوئے اور تاحیات جمعیت علمائے اسلام کے ضلعی امیر رہے۔ آپ چاہتے تو بڑا بینک بیلنس جمع کر سکتے تھے لیکن ان مناصب کو کبھی ذاتی مفاد کے لیے استعمال نہ کیا۔ آپ کی خدمات کے پیشِ نظر صوبہ خیبر پختون خوا کے سابق وزیرِ اعلی جناب اکرم خان درانی نے کئی بار آپ کو کچھ دینے کی کوشش کی لیکن آپ نے یہ کہہ کر معذرت کر دی کہ میں دنیا میں اس کا صلہ لینا نہیں چاہتا۔ ساری زندگی چند مرلوں کے سادہ وخستہ حال مکان میں گزاری اور دنیا سے رخصت ہوئے تو ورثے میں اس مکان اور کتابوں کے علاوہ کچھ نہ چھوڑا، گویا

چند اوراقِ کتب، چند بزرگوں کے خطوط   بعد مرنے کے مرے گھر سے یہ ساماں نکلا

ہمارے گھرانے کے لیے آپ کی حیثیت خاندانی بزرگ کی تھی، حضرت والد صاحب کا ان کے ساتھ اتنا پرانا اور قریبی تعلق تھا کہ ہم ان کو اپنا تایا سمجھتے تھے، بندہ نے جب سے شعور کی آنکھ کھولی، قاری صاحب کو کثرت سے اپنے ہاں تشریف لاتے دیکھا۔ آپ جب تک ہمارے ہاں مقیم ہوتے، روزانہ علمی وادبی محفلیں جماتے۔ والد صاحب کا طالبعلمی کے زمانے میں آپ کیساتھ تعلق قائم ہوا، دار العلوم حقانیہ میں ایک ساتھ پڑھا اور پھر کئی سال وہاں تدریس کی سعادت بھی ایک ساتھ حاصل ہوئی، والد صاحب نے جامعہ تحسین القرآن نوشہرہ کی بنیاد رکھی تو اول دن سے اس کی سرپرستی فرماتے رہے، قرآنِ کریم کی تحفیظ وتجوید کے سلسلے میں والد صاحب کی خدمات کے بڑے قدردان تھے۔ اپنی تمام اولاد کو حفظ وتجوید کے لیے جامعہ بھیجا اور بحمد اللہ آپکے پانچ صاحب زادوں اور تین صاحب زادیوں نے جامعہ میں حفظ وتجوید اور درسِ نظامی کے ابتدائی درجات پڑھے۔ آپ کے بڑے صاحبزادے کی ہماری ہمشیرہ کے ساتھ نسبت طے ہوئی تو دونوں خاندانوں کے درمیان دوستی کا تعلق رشتے داری میں تبدیل ہوگیا جو الحمد للہ اب تک قائم ودائم ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاری صاحب کی مغفرت فرمائے، ان کی خدمات کو ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور ہمیں ان کی برکات سے محروم نہ فرمائے۔ (آمین)

صاحبزادہ حافظ محمد احمد بن مولانا راشد الحق

متعلم جامعہ دارالعلوم حقانیہ

رمضان المبارک: چند گزارشات

اللہ جل جلالہ نے ہر بندہ کو اس بات کا مکلّف اور پابند کیا کہ وہ جہاں بھی ہوں، عبادت کا پابند رہے لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے بعض مقامات اور اوقات کو صرف اپنے بندے کے فائدہ کے لئے ایک خاص فضیلت بخشی ہے جس کا لحاظ رکھتے ہوئے بندہ اجر وثواب بھی زیادہ کما سکتا ہے اور اپنے رب کو بھی آسانی سے راضی کرسکتا ہے، ایک مثال سے اس بات کی وضاحت کی جاسکتی ہے کہ ایک مسلمان کے لئے گھر میں نماز پڑھنے کے بجائے مسجد میں پڑھنے کا زیادہ ثواب ہے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا بہترین مقام بھی ہے۔ اسی طرح عام مساجد کی بجائے مسجد الحرام میں نماز پڑھنا اس سے بھی کہیں زیادہ اجر کا باعث ہے اور دن کی بجائے رات کے کچھ حصہ میں نفل پڑھنا، ۱۵ر شعبان کا روزہ رکھنا، ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں اور عرفہ کے دن میں روزہ رکھنے کی اللہ تعالیٰ نے خاص فضیلت رکھی ہے اور ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا فرض بنتا ہے کہ ان فضیلت والے مقامات اور اوقات سے باخبر رہیں۔ ان فضیلت والے اوقات میں ایک مہینہ رمضان المبارک بھی ہے جو عنداللہ ایک خاص امتیازی شان رکھتا ہے اور اس پورے مہینہ میں اللہ جل جلالہ اپنے بندہ کے ہر ایک عمل کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور بندہ کو سب سے بڑھ کر گناہوں کی بخشش اور مغفرت کی امید اسی مہینے میں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ رمضان کی پوری راتوں کو کو جاگتے رہتے اور عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ علامہ رشید احمد گنگوہیؒ پوری رات تلاوت میں گزارتے تھے۔

ایمان کے بعد قرآن پاک میں اور احادیث مبارکہ میں جس چیز کا کثرت سے حکم دیا گیا ہے وہ تقویٰ ہے، تقویٰ کی عملی محنت کیلئے سال میں ایک مہینہ رمضان المبارک مقرر کیا گیا ہے۔ رمضان المبارک انسان کو اس کا مقصد زندگی یاد دلانے والا بابرکت مہینہ ہے جس میں انسان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے وابستہ ہو جاتا ہے، اس مہینہ میں بھی اگر آدمی مقصد حیات سے غافل رہ کر اس کا تعلق

مادیات کی دلدل میں پھنسا رہے تو یقیناً اس سے بڑھ کہ محرومی کیا ہوسکتی ہے، ہر فرد اور ہر گھرانے کو رمضان المبارک سے بھر پور فائدہ اٹھانے اور زندگی سنوارنے کی کوشش کرنی چاہیے جس کا رمضان اچھا گزر جاتا ہے اس کا سال بھی اچھا گزرے گا، رمضان المبارک عبادات و اعمال صالحہ کے اعتبار سے گویا موسم بہار ہے، اس میں جہاں اللہ تعالیٰ کی مغفرت ورحمت اور جہنم سے آزادی کا پروانہ عطا ہوتا ہے وہیں پر مسلمان کے دل میں زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کی بجا آوری اور گناہ سے بچنے کا ذوق وشوق غالب ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث نقل فرماتے ہیں:

اذا کان اوّل لیلةِ من شهر رمضان صفدت الشياطين ومردة الجن، وغلقت الابواب النيران فلم يفتح منها باب وفتحت أبواب الجنة فلم يغلق مِنها باب وينادى منادٍ يا باغى الخير! أقبل ويا باغى الشر! اقصر ولله عتقاء من النار وذلك كل ليلة (ترمذی ج۱، ص ۱٤٧)

''جب رمضان المبارک کی پہلی رات آتی ہے تو شیاطین اور سرکش جنات بیڑیوں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، پس ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں رہتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، پس ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں رہتا اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے اے بھلائی کے چاہنے والے! آگے بڑھ اور اے برائی کے چاہنے والے! رک جا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے گناہ گار بندوں کو جہنم سے رہائی دی جاتی ہے اور یہ ہر رات ہوتی ہے۔''

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ جب رمضان شروع ہو جاتا ہے تو خیر کے تمام اسباب بروئے کار آتے ہیں اور شر کے اسباب بند کر دیئے جاتے ہیں، قاضی عیاض مالکیؒ فرماتے ہیں کہ یہاں جو مذکور ہے کہ جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، یہ سب حقیقت پر محمول ہے، اس سے رمضان کی تعظیم وعظمت مقصود ہوتی ہے، یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ جب تمام شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے تو پھر رمضان میں لوگ گناہ کیوں کرتے ہیں؟ اس کے کئی جوابات اہل علم حضرات نے پیش کئے ہیں۔

(۱) بڑے اور سرکش شیاطین کو باندھا جاتا ہے لیکن اس کے چھوٹے چیلے کام چلاتے ہیں، مشاہدہ گواہ ہے کہ رمضان میں بڑے بڑے گناہ کم ہو جاتے ہیں۔

(۲) شیاطین واقعی سارے باندھ دئے جاتے ہیں لیکن گیارہ ماہ تک شیاطین نے جو نفس امارہ کو تیار کیا ہوتا ہے وہ نفس امارہ ایک ماہ تک خود کام چلاتا ہے۔

(۳) یہ بھی ممکن ہے کہ جو لوگ روزہ رکھتے ہیں اور وہ نیک دیندار ہیں، روزہ کی شرائط بھی پوری کرتے ہیں فقط ایسے لوگوں کے شیاطین باندھے جاتے ہو اور اشرار اور کفار کے کھلے رہتے ہیں۔

(۴) علامہ قرطبیؒ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ معاصی و ذنوب کا سبب صرف شیاطین اور سرکش جنات بھی نہیں بلکہ گناہوں کے اور بھی اسباب ہوتے ہیں مثلاً نفس کا بہکاوا، عادات قبیحہ اور اپنی ذاتی خیانت لہٰذا شیاطین جنیہ کے بند کئے جانے سے معاصی اور ان کے اسباب کم تو ہو سکتے ہیں لیکن بالکل ختم نہیں ہو سکتے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''بیشک تمہارا پروردگار فرماتا ہے، ہر نیکی کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک ہے اور روزہ میرے لئے ہے اور میں بھی اس کا ثواب دوں گا، جب سبھی عبادتیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں تو الصوم لی ''روزہ میرے لئے ہے'' کا کیا مطلب؟ علمائے کرام نے اس کے متعدد جوابات اور معانی بیان کئے ہیں۔

(۱) روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں ریاء کا دخل نہیں ہے جبکہ دوسرے عبادات میں ریاء کا احتمال ہوتا ہے۔

(۲) تمام اعمال صالحہ میں اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ عمل روزہ ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا ہے ''روزہ میرے لئے ہے''۔

(۳) روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو غیر اللہ کے حق میں نہ کی گئی ہے، نہ کی جا سکتی ہے اور دیگر عبادتیں صدقہ، طواف، نماز قربانی وغیرہ غیر اللہ کے لئے بھی کئے جاتے ہیں، اسی وجہ سے روزہ اللہ ہی کے لئے ہے۔

(۴) روزہ کے علاوہ جتنی عبادتیں ہیں وہ بروز قیامت کفارہ بنیں گی۔ ان کے ذریعہ بندوں کے حقوق معاف ہوں گے مگر روزہ باقی رہے گا، وہ حقوق کے لئے کفارہ نہیں بنے گا۔

رمضان المبارک کے کچھ خاص اعمال ہیں جو صرف رمضان المبارک میں ہی ادا ہوتے ہیں

تراویح پڑھنا

تراویح پڑھنا بھی ایک ایسا عمل ہے جو رمضان کے ساتھ خاص ہے، ہمیں چاہیے کہ تراویح میں ختم القران لازمی کریں۔

تلاوت قرآن

رمضان میں زیادہ سے زیادہ قرآن پاک کی تلاوت کی جائی کیونکہ نزول قرآن رمضان المبارک میں ہوا شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ

سنت اعتکاف

عن عائشةؓ کان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کان یعتکف العشر الاوخر من رمضان حتی قبضةاللّٰه (الترمذی ج۱،ص ١٦٤)

" حضرت عائشہؓ فرماتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کیا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔

اعتکاف کا لغوی معنی

اعتکاف کا لغوی معنی ہیں ٹھہرنا اور اصطلاح میں عبادت کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنا۔

اعتکاف کا حکم اور ضروری ہدایات

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت موکدہ ہے، اعتکاف میں بیٹھنے والے افراد کے لئے کچھ ضروری ہدایات پیش خدمت ہیں:

☆ اعتکاف میں لایعنی باتوں سے اپنے آپ کو بچائے، زبان سے صرف کلمہ خیر کہے۔

☆ قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے کریں۔

☆ اگر نمازیں قضا ہوگئیں ہوں تو ان کو ادا کرنے کا اہتمام کریں۔

☆ نفل نمازوں ، تحیۃ المسجد ،تحیۃ الوضوء اشراق، چاشت ، اوابین اور تہجد کی نمازوں کی حتی الامکان پابندی رکھیں۔

☆ صلوٰۃ تسبیح اگر ہو سکے تو روزانہ پڑھے، ورنہ جس حد تک ممکن ہو پڑھ لیں۔

☆ تمام مسنون اذکار پابندی سے پڑھ لیں۔

☆ درود شریف، استغفار اور کلمہ طیبہ کا ذکر کثرت سے کریں۔

لیلۃ القدر

عن عائشةؓ قالت كان رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم يجاور فى العشر الاواخر من رمضان ويقول تحرو اليلة القدر فى العشر الاواخر من رمضان (ترمذى ج۱ ص ١٦٤)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور فرماتے ''شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرلو'' (یجاور مدینہ کے محاورہ میں یعتکف کے معنی میں ہے)

شب قدر کے فضائل

اس رات قرآن پاک نازل ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ روح الامین کا دیگر فرشتوں کے ہمراہ نزول اور ساری رات عبادت گزاروں کیلئے دعا کرنا، حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو جبریل امین فرشتوں کے ہمراہ اترتے ہیں اور کھڑے ہونے والے، یا بیٹھ کر ذکر کرنے والے کیلئے دعا کرتے ہیں، یہ رات اس امت کے لئے خاص کی گئی ہے تاکہ باوجود کم عمروں کے زیادہ سے زیادہ ثواب پائے۔ درمنثور میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شب قدر صرف میری امت کو عطا فرمائی ہے پہلی امتوں کو نہیں۔اس رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ

لیکن افسوس اگر آج ہم اس بابرکت مہینہ کی اہمیت کو بھلا چکے ہیں اور ہم سوشل میڈیا وغیرہ کے ذریعے اس مبارک ماہ کے اعمال سے محروم ہو چکے ہیں، ہر مسلمان اس مبارک مہینے میں انٹرنیٹ کی دنیا اور دیگر برائیوں سے دور رہ کر صرف اور صرف اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کی جائے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔(آمین)

....

صاجزادہ عبدالحق ثانی

دارالعلوم کے شب و روز

ہندوستان میں ''تفسیر لاہوری'' کی اشاعت

الحمدللہ ''تفسیر لاہوری'' کی اشاعت کو اللہ تعالیٰ نے تھوڑے عرصہ میں مقبولیت سے نوازا ہے، پاکستان میں دو ایڈیشن چھپنے کے بعد اب ہندوستان میں بھی شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی معروف ''تفسیر لاہوری'' کی اشاعت وہاں کے ایک بڑے اشاعتی ادارے نے بعد از اجازت شائع کی ہے اور اب یہ تفسیر ہندوستان کے تمام اہم تعلیمی اداروں اور معروف علمی مذہبی شخصیات کو بھی بھیجی جائے گی اور وہاں کی مارکیٹ میں بھی دستیاب ہوگی۔اس کے ناشر شیخ شاداب صاحب (ڈائریکٹر قرآن وحدیث ڈاٹ کام) ہیں،اس کی ہندوستان میں عام قیمت نوہزار روپے مقرر ہے جبکہ ۳۰٪ ڈسکاؤنٹ کے ساتھ ۶۳۰۰ روپیہ رکھی گئی ہے۔بیرون ممالک کے احباب وشائقین اس واٹس ایپ نمبر پر حاصل کرسکتے ہیں: https://wa.me/919329669919

جامعہ کی تعطیلات کے دوران حسب سابق دورہ تفسیر کا اہتمام

حسب سابق اس سال بھی جامعہ کی سالانہ تعطیلات کے دوران دورہ تفسیر کا اہتمام کیا گیا، صوبہ بھر سے آئے ہوئے سینکڑوں طلبائے کرام نے دورہ تفسیر میں شرکت کی۔ دورہ تفسیر القرآن کا اختتام ۱۵ ارمضان کو ہوا، دارالعلوم حقانیہ کے معروف قابل استاد مولانا بلال عابد پشاوری صاحب نے حضرت لاہوریؒ کی طرز پر دورہ تفسیر پڑھایا۔

حضرت مہتمم مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ کی مصروفیات

۳۰۔جنوری سے ۷ فروری تک حضرت مہتمم شیخ الحدیث مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ (سینئر نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان) نے وفاق المدارس کے زیر اہتمام سالانہ امتحانات کی نگرانی فرمائی، ضلع نوشہرہ کے مختلف امتحانی ہالوں (جامعہ ابوہریرہ، جامعہ ترتیل القرآن، جامعہ مدینۃ العلوم جہانگیرہ، جامعہ ربانیہ شیدو) تشریف لے گئے، امتحانی نظم وضبط کا معائنہ کرکے اطمینان کا اظہار فرمایا۔

۱۲ فروری تا ۲۴ فروری: پشاور میں وفاق المدارس کے پرچہ جات کی جانچ پڑتال حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کی زیرنگرانی ہوئی، حضرت مہتمم صاحب مدظلہ ہر دوسرے روز جامعہ امداد العلوم پشاور تشریف لے

جاتے اور جانچ پڑتال کے عمل کا معائنہ فرماتے۔ ممتحنین اعلیٰ کی باہمی مشاورت کی صدارت فرماتے۔
رمضان المبارک میں حضرت مہتمم صاحب نے اسفار کا سلسلہ ترک فرمایا ہے، البتہ جامعہ میں مہمانوں کی آمد جاری ہے اور اکثر و بیشتر تبلیغی جماعت کے احباب، اندرون و بیرون ملک کے مہمان حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے ملاقات کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ فروری میں حضرت مہتمم صاحب کی طبیعت ناساز ہوگئی تھی جس کی وجہ سے ہسپتال میں داخل رہے، اب بحمداللہ روبہ صحت ہیں۔ قارئین ''الحق'' سے ان کی صحت و درازی عمر کیلئے دعاؤں کی درخواست ہے۔

حضرت نائب مہتمم مولانا حامدالحق حقانی صاحب کا دورہ افغانستان و دیگر مصروفیات

والد محترم امیر جمعیت علمائے اسلام پاکستان (س) و نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ حضرت مولانا حامدالحق حقانی صاحب مدظلہ اپنے وفد کے ہمراہ پانچ روزہ دورے پر افغانستان تشریف لے گئے، امارت اسلامی کے برسراقتدار آنے کے بعد یہ ان کا پہلا دورہ تھا، افغانستان کے نائب وزیراعظم ملا عبدالکبیر حقانی، افغان وزیر داخلہ خلیفہ سراج الدین حقانی سمیت افغان حکومت کے اہم وزراء وعہدیداران نے پرتپاک استقبال کیا، اور بہترین مہمان نوازی کی، مولانا حامدالحق صاحب نے برادر افغان حکومت کو احسن انداز میں ملک کے معاملات چلانے پر مبارکباد دی اور دونوں برادر ممالک پاکستان وافغانستان کے برادرانہ تعلقات کو سراہا اور اس عزم کا اعادہ کیا کہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اور جمعیت علمائے اسلام پاکستان ہمیشہ کی طرح دونوں برادر اسلامی ممالک کے تعلقات مزید بہتر بنانے میں اپنا کردار ادا کرتا رہے گا۔ وفد کے اعزاز میں کابل میں متعین پاکستانی سفیر محترم جناب عبیدالرحمٰن نظامانی صاحب نے پاکستان ایمبسی کابل میں عشائیہ دیا، مولانا حامدالحق صاحب کے ہمراہ وفد میں مولانا سید محمد یوسف شاہ، مولانا اسرار مدنی، حاجی نور حبیب شامل تھے۔ ۵۔ مارچ: اسلامی نظریاتی کونسل کے اجلاس میں شرکت کے لئے اسلام آباد تشریف لے گئے، قادیانیوں کے متعلق سپریم کورٹ کے حالیہ متنازعہ فیصلے کے حوالے سے تبادلہ خیال کرتے ہوئے اس متنازعہ قانون سازی کو یکسر مسترد کیا گیا۔ ۲۲/مارچ: پاکستان میں متعین سعودی سفیر جناب نواف بن سعیدالمالکی صاحب کی جانب سے قومی ومذہبی سیاسی رہنماؤں کے اعزاز میں اسلام آباد میں منعقدہ افطار ڈنر میں شرکت کی۔

مدیر ''الحق'' سے سفارتکاروں کی ملاقات

گزشتہ دنوں اسلام آباد میں برطانیہ اور رومانیہ کے سفارتکاروں سے مدیر ''الحق'' مولانا راشدالحق سمیع کی افغانستان، پاکستان کی موجودہ سیاسی وعلاقائی صورتحال پر تفصیلی دو مرتبہ ملاقاتیں ہوئیں جس میں عالم اسلام اور خصوصاً افغانستان کے حالات پر تبادلہ خیال کیا گیا۔

جامعہ کے نئے تعلیمی سال ۴۶-۱۴۴۵ھ بمطابق ۲۵-۲۰۲۴ء کے داخلوں کا شیڈول

درس نظامی

درجات	ایام	تاریخ
تمام درجات کے قدیم طلباء، الصف التمهیدی (معهد)	ہفتہ	۱۰ شوال ۱۴۴۵ھ بمطابق ۲۰؍اپریل ۲۰۲۴ء
جدید دورہ حدیث شریف	اتوار	۱۱ شوال ۱۴۴۵ھ بمطابق ۲۱؍اپریل ۲۰۲۴ء
جدید دورہ حدیث شریف	پیر	۱۲ شوال ۱۴۴۵ھ بمطابق ۲۲؍اپریل ۲۰۲۴ء
موقوف علیہ، اولیٰ، ثانیہ، ثالثہ	منگل	۱۳، شوال ۱۴۴۵ھ بمطابق ۲۳؍اپریل ۲۰۲۴ء
سادسہ، رابعہ، خامسہ، تکمیل، تخصص فی الفقه	بدھ	۱۴، شوال ۱۴۴۵ھ بمطابق ۲۴؍اپریل ۲۰۲۴ء
تخصص فی الدعوة والعقيدة، تخصص فی الحديث، تخصص فی اللغةالعربية، تخصص فی التفسير	جمعرات	۱۵، شوال ۱۴۴۵ھ بمطابق ۲۵؍اپریل ۲۰۲۴ء
تجويد للعلماء، تجويدللحفاظ	ہفتہ	۱۷، شوال ۱۴۴۵ھ بمطابق ۲۷؍اپریل ۲۰۲۴ء
افتتاح	اتوار	۱۸، شوال ۱۴۴۵ھ بمطابق ۲۸؍اپریل ۲۰۲۴ء

شعبہ حفظ: حفظ کے خواہشمند طلباء کا ٹیسٹ اور انٹرویو وغیرہ ۱۱-۱۲ شوال بمطابق ۲۱:۲۲؍اپریل بروز اتوار، پیر صبح 9:00 کو دارالعلوم حقانیہ میں ہوگا۔ صرف وہ امیدوار اہل ہوں گے جو قرآن ناظرہ سے پڑھ چکے ہوں۔ عمر ۱۳ سال سے متجاوز نہ ہو۔ دو پارے پہلے سے یاد کرنے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔

نوٹ: تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء اور تخصص فی الحدیث کا دورانیہ دو سال ہوگا۔

معهد اللغةالعربية: امسال جامعہ میں حفاظ اور میٹرک پاس طلباء کے لئے الصّف التمہیدی کا آغاز کیا جارہا ہے۔

نوٹ ۱: داخلہ کے خواہشمند طلباء کے لئے نادرا شناختی کارڈ کا ہونا لازمی ہے اور جو امیدواران نابالغ ہیں وہ اپنے والد صاحب کا نادرا شناختی کارڈ ضرور لائیں اور ساتھ تین عدد پاسپورٹ سائز رنگین تصاویر بھی ضروری ہیں۔

نوٹ ۲: امسال حقانیہ میں شعبہ تجوید کا الگ شعبہ ہوگا جس میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نصاب کے مطابق حفاظ اور علماء کرام کیلئے یک سالہ کورس پڑھایا جائے گا۔

نوٹ ۳: ہر درجہ میں داخلہ کے لئے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحتانی درجات کے اصلی سندات کا برائے معائنہ دکھانا لازمی ہے اور ساتھ ان ہی اسناد کے دو عدد فوٹو سٹیٹ بھی لانا ضروری ہے۔

نوٹ ۴: تمام قدیم طلباء کرام کا داخلہ رجسٹریشن کارڈ پر ہوگا لہٰذا قدیم طلباء کرام اپنے ساتھ رجسٹریشن کارڈ ضرور لائیں

نوٹ ۵: جو غیر ملکی طلباء کرام جامعہ میں داخلہ کے خواہشمند ہوں وہ پاکستانی ویزہ اور دیگر ضروری دستاویزات اپنے ساتھ ضرور لائیں **نوٹ ۶:** قدیم طلباء کیلئے جو تاریخ مقرر کی گئی ہے وہ حتمی ہے، مقررہ تاریخ کے بعد کسی بھی طالبعلم کو داخلہ نہیں ملے گا

دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کا باضابطہ آغاز ان شاء اللہ

۱۸؍شوال ۱۴۴۵ھ بمطابق ۲۸؍اپریل ۲۰۲۴ء بروز اتوار ہوگا

مولانا محمد اسلام حقانی
نائب مدیر ماہنامہ ''الحق''

تعارف وتبصرہ کتب

● **تبلیغی واصلاحی خطبات** مرتب: پروفیسر مولانا حافظ عبدالشکور صاحب

ضخامت: ۱۲ جلد ۵۹۷۰ صفحات ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

وعظ وخطابت اللہ تعالیٰ کی طرف عنایت کردہ استعداد، صلاحیت اور ملکہ ہے جس کے ذریعے ایک مبلغ اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرتے ہوئے اپنے جذبات واحساسات دوسروں تک منتقل کرکے ان کے عقائد، افکار اور نظریات کی اصلاح ورہنمائی کرتا ہے، وعظ وخطابت تبلیغ دین کا ایک اہم شعبہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اعلیٰ درجہ کی عبادت اور عظیم الشان سعادت بھی ہے، ایک مبلغ و مصلح خطابت کے ذریعے حالات کا دھارا بدل کر معاشرے میں انقلاب بپا کر دیتا ہے، وعظ وخطابت کے ذریعے انبیاء علیہم السلام تبلیغ دین فرماتے تھے، ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم حسنِ خطابت کی تمام خوبیوں سے متصف تھے، یہ سلسلہ آج تک جاری ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں وراثتِ نبوی کے تحفظ کے لئے ایسی شخصیات پیدا کیں جو وعظ وخطابت کے ذریعے لوگوں کے قلوب واذہان کو دین اسلام، قرآن وسنت سے منور کرتے رہے، برصغیر پاک وہند میں علمائے دین نے اشاعت وتبلیغ دین کا یہ سلسلہ جاری رکھا اور میدان خطابت میں عظیم الشان کارنامے سرانجام دیئے، جس کی زندہ مثال اور بین ثبوت اکابر کے سینکڑوں خطبات کے وہ مجموعے ہیں جس سے آج علماء، طلباء، خطباء اور مبلغین مستفید ہو رہے ہیں، ان کے وہ مجموعے آج بھی زندہ جاوید ہیں اور لوگوں کے استفادہ کا ایک بہترین وسیلہ ہے، اس سلسلہ کی ایک حسین کڑی پروفیسر مولانا حافظ عبدالشکور صاحب کی مرتب کردہ مجموعہ ''تبلیغی واصلاحی خطبات'' بھی ہے، پروفیسر مولانا حافظ عبدالشکور صاحب ایک جید استاد اور جید خطیب بھی ہیں، آپ ایک متقی، پرہیزگار انسان ہونے کے ساتھ ساتھ درد دل رکھنے والی شخصیت ہیں، آپ امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ کے تلمیذ رشید، مولانا ڈاکٹر عبدالحیؒ عارفیؒ اور مولانا صوفی محمد سرور صاحب سے احسان وسلوک کے سلسلے میں بیعت ہیں، آپ خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کا بھی اچھا خاص ذوق رکھتے ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب ''تبلیغی واصلاحی خطبات'' بارہ ضخیم جلدوں چھ ہزار صفحات اور پانچ سو کے

قریب موضوعات وعنوانات پر مشتمل ہے، جس میں مرتب موصوف نے دین سے وابستہ ہر شعبہ و موضوع پر خطبات مرتب کئے ہیں جس میں عقائد، ایمانیات، توحید، رسالت، آخرت، عبادات، اخلاقیات، تزکیہ نفس، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، معاملات، معاشرت، عائلی زندگی، سیاست، معیشت، سیرت النبی، ختم نبوت، سیرت الصحابہ جیسے موضوعات کا انہوں نے احاطہ کیا ہے، اکابر کی تحریروں وتقریروں سے متعلقہ مواد کا انتخاب کرتے ہوئے ہرعنوان وموضوع پر مدلل انداز میں تقریر سلیقے سے مرتب کرکے ہر تقریر کے بعد ماخذ ومصادر کا اہتمام کیا، انداز بیان سادہ مگر انتہائی پرمغز، منفرد اندازِ نگارش جو اسے تمام دیگر مجموعہ ہائے خطبات سے ممتاز کرتا ہے، یہ خطبات جامع بھی ہیں اور مفصل بھی، ہرموضوع کا مناسب حق ادا کیا گیا ہے۔ مرتب موصوف کا یہ ضخیم مجموعہ اکابرین امت کی تقریروں کا حسین گلدستہ ہے، خطبات کی دنیا میں یہ ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے، اس عظیم کاوش پر پروفیسر مولانا حافظ عبدالشکور صاحب قابل داد اور لائق تحسین ہے کہ جنہوں محنت شاقہ سے سینکڑوں عنوانات پر ہزاروں صفحات کا ایک عظیم ذخیرہ تیار کیا، یہ مجموعہ علماء وخطباء اوراہل علم کے لئے بلاشبہ بیش قیمت نادر علمی تحفہ، مبلغین اسلام کے لئے زاد راہ اور قارئین کیلئے علوم و معارف کا ایک خزینہ ہے، علماء وخطباء کے لئے اس سے نہ صرف موضوع کا انتخاب سہل ہوگا بلکہ ہرموضوع پر بیش بہا قیمتی مستند معلومات بھی یکجا پڑھنے کوملیں گے، یہ خطبات وموعظ کی فہرست میں ایک خوبصورت علمی اور وقیع اضافہ ہے جس سے خواص اور عامہ الناس یکساں طور پر استفادہ کرسکتے ہیں، اللہ تعالی پروفیسر صاحب کی اشاعت دین کیلئے تمام مساعی جمیلہ اور کاوشوں کوشرف قبولیت سے نوازے (آمین)

● سیرت رحمۃ للعالمینؐ ● دروس المساجد ● شفاء المریض

تالیفات: مولانا حافظ خلیل الرحمٰن راشدی ناشر: نفیس اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ چنوں موم سیالکوٹ

مولانا حافظ خلیل الرحمٰن راشدی صاحب ممتاز عالم دین ،معروف ادیب اور صاحب طرز خطیب ہیں، کئی علمی، ادبی وروحانی کتابوں کے مصنف اور مؤلف بھی ہیں، گزشتہ دنوں جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے تو اپنی تین کتابیں ''سیرت رحمۃ للعالمینؐ''، ''دروس المساجد'' اور ''شفاء المریض'' بھی ساتھ لائے، تینوں کتابیں ماشاء اللہ اپنے موضوع پر لاجواب ہیں، بالخصوص سیرت النبیؐ سے متعلق کتاب خطباء ومقررین کے لئے بہترین توشہ ہے کہ اس میں مختلف اسالیب میں سیرت کے مضامین کوجمع کیا گیا ہے، اسی طرح ''شفاء المریض'' بھی عاملین حضرات کے لئے خاصے کی چیز ہے،

جس میں قرآن وسنت اور اکابرین امت کے مجربات کی روشنی میں جسمانی و روحانی بیماریوں کا علاج بتایا گیا ہے نیز مساجد کے ائمہ اور خطباء کے لئے انہوں نے ''دروس المساجد'' کے نام سے کتاب مرتب فرمائی جس سے یہ حضرات مستفید ہوسکتے ہیں۔ (مبصر: مولانا حبیب اللہ حقانی)

● نقوش مصطفیٰ ● زادالرشید فی فوائد التفسیر ● آباء کے دیس میں

تالیفات: شیخ الحدیث حضرت مولانا زبیر احمد صدیقی ناشر: مکتبہ رشیدیہ جامعہ فاروقیہ شجاع آباد

شیخ الحدیث حضرت مولانا زبیر احمد صدیقی صاحب ملتان کے ایک علمی و روحانی خانوادے کے چشم و چراغ ہیں، آپ کو اپنے وقت کے جبال العلم وعبقری شخصیات سے شرف تلمذ حاصل ہے، اس وقت جامعہ فاروقیہ شجاع آباد ملتان کے شیخ الحدیث اور مہتمم کے منصب پر فائز ہے، اللہ تعالی نے درس وتدریس، تقریر وخطابت، تصنیف وتالیف کے اعلی صلاحیتوں سے نوازا ہے، ماہنامہ ''صدائے فاروقیہ'' کے مدیر کی حیثیت سے مختلف علمی و اصلاحی موضوعات پر سینکڑوں مضامین اور مقالات تحریر کر چکے ہیں اور آپ کی کئی اہم علمی و اصلاحی کتابیں بھی اہل علم سے داد تحسین وصول کر چکی ہے، ان کی تصانیف میں ''نقوش مصطفیٰ'' سیرت النبی کے موضوع پر ہے جس میں رسالت مابؐ کی ولادت باسعادت سے لیکر وصال تک کے احوال، اوصاف اور واقعات درج ہے جو موصوف کے سیرت پر مبنی بیانات کا مجموعہ ہے، زیر تبصرہ کتاب کی دو جلدیں زیور طباعت سے آراستہ ہوچکی ہے اور ایک جلد زیر طبع ہے، اس مجموعہ میں سیرت نبویؐ کی جملہ پہلوؤں پر سیر حاصل روشنی ڈالی گئی ہے جس سے عامہ الناس اور خواص دونوں یکساں طور پر مستفید ہوسکتے ہیں۔

مصنف موصوف کی دوسری کتاب ''زادالرشید فی فوائد التفسیر'' ہے، یہ کاوش علوم القرآن، اصول التفسیر اور تفسیری نکات، رموز واسرار پر مشتمل ہے، یہ اپنے موضوع پر ایک وقیع علمی شہکار ہے، تفسیر کے طلباء واساتذہ کیلئے یہ ایک انمول تحفہ اور قیمتی سوغات سے کم نہیں۔

مصنف موصوف کی تیسری کتاب ''آباء کے دیس میں مع فہرست فضلائے دارالعلوم دیوبند'' ہے جو مولانا زبیر احمد صدیقی صاحب کی دیوبند، سہارنپور نانوتہ، رائے بریلی اور ہندوستان کے دیگر یادگار مقامات اور دینی وروحانی مدارس ومراکز کی روداد سفر ہے جو نہایت معلوماتی اور وقیع کاوش ہے، اکابر کی یادگار مقامات و مراکز سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے نافع اور مفید کتاب ہے، اللہ تعالیٰ مولانا زبیر احمد صدیقی صاحب کی جملہ علمی کاوشوں کو شرف قبولیت سے نوازے (آمین)